REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-2?.

جلد ۴۲ — شمارہ ۲۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیانؒ

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک:-

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۱۷ محرم ۱۴۱۴ ہجری — ۸ وفاء ۱۳۷۲ ہش — ۸ جولائی ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

اوسلو ۲ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد احمدیہ اوسلو (ناروے) میں پڑھایا۔ خلاصہ خطبہ جمعہ اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

احبابِ جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی مادہ پرستی امنِ عالم کی سب سے بڑی دشمن ہے

ہم حقیقی طور پر اپنے لئے اُس وقت زندہ رہ سکتے ہیں جب ہم دوسروں کیلئے زندہ رہنا شروع کر دیں!

پیغام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے عالمگیر لجنہ اماء اللہ

نوٹ:- یہ پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دنیا کی لجنات کے لئے بھجوایا ہے۔ اس کی ایک کاپی ہمیں بھی موصول ہوئی ہے۔ لجنات بھارت کے استفادہ کے لئے اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ تمام ممبرات بھارت سے گذارش ہے کہ اس کو غور سے پڑھیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس عظیم ذمہ داری کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اس کو حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

عزیز بین الاقوامی لجنہ اماء اللہ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ حقیقی اسلام کی روشنی دُور ونزدیک اور زمین کے کناروں تک پھیلانے کی مقدس اور قیمتی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کے سپرد فرمائی ہے۔ اس کام کے دو پہلو ہیں۔ پہلا اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی مادہ پرستی کی دَوڑ جو اس وقت لگی ہوئی ہے اور جو امنِ عالم کی سب سے بڑی دشمن ہے اُسے روکا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متبعین کی حیثیت سے یہ کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے کہ ہم تمام اقوامِ عالم کے لوگوں کو یہ حقیقت باور کرائیں کہ مادہ پرستی کی جو اندھی اور خودغرضانہ اور دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی دوڑ لگی ہوئی ہے وہ اور ارضِ عالم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ دوسرا انتہائی اہم کام جو ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ پیارا ہے یہ ہے کہ انسانیت دوبارہ اپنے خالقِ حقیقی کی طرف رجوع کرے۔ اور اپنی زندگی کے زاویۂ نگاہ میں مکمل تبدیلی پیدا کرے۔

اس ارضی زندگی میں سب سے بہترین اور قیمتی چیز جو ہمیں حاصل ہو سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق کا قائم ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں ہی محو ہو کر ہم ہمیشگی کی زندگی پا لیتے ہیں۔ اور اس دُنیا کی عارضی زندگی ہی ہمارا مقصد و مدعا نہیں رہتی۔ اور ہماری نظر اس ورلی اور عارضی زندگی سے آگے اور پرے دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں زندگی کے نئے معانی ہم پر ظاہر ہوتے ہیں اور دُنیاوی عقل اور سمجھ کے اندھیروں کو چیر کر ایک ابدی صبح طلوع ہوتی ہے کہ ہم حقیقی طور پر اپنے لئے اُس وقت زندہ رہ سکتے ہیں جب ہم دُوسروں کے لئے زندہ رہنا شروع کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اور اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے وسیع سمندر اور اس کی بے انتہا اور بے پایاں قدرتوں میں گم کر دیں۔ یہ کیا ہی اعلیٰ اور اچھا سودا ہے۔ ہم ایک قطرہ کھوتے ہیں اور سمندروں کے سمندر حاصل کر لیتے ہیں۔

اے اسلام کی بیٹیو! اس پاکیزہ کام کو اپنا مطمح نظر اور مقصد بنائیں۔ یہی میری آپ سے درخواست ہے۔

والسّلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

جلسہ سالانہ قادیانؒ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۷۲ ہش / دسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیانؒ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ رفاء ۱۳۷۲ ہش

مُلکی اخبارات کا قومی فریضہ

بالخصوص بابری مسجد کے المناک سانحہ کے بعد سے اگر آپ مُلکی اخبارات کا ایک سرسری جائزہ لیں تو مضامین تو درکنار ایک حساس قاری خبروں میں بھی عصبیت کی گندی بُو محسوس کرے گا۔ وہ اخبارات جو ہندو ذہنیت رکھتے ہیں اُن میں مُسلم کش مضامین کے ساتھ ساتھ ایسی خبریں بھی نظر آئیں گی۔ جن میں فسادات کے دَوران ہندوؤں کی یکطرفہ تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اور یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا تمام تر قصور مسلمانوں کا ہے۔ دوسری طرف فسادات کے بعد اگر ریلیف کا سوال اُٹھا ہے تو ریلیف کا حقدار بھی ہندوؤں کو ہی قرار دے کر انہیں ہی مدد دی گئی اور دُوسرے فرقہ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بالعموم یہی حال مُسلم اخبارات اور مُسلم فلاحی تنظیموں کا بھی رہا ہے۔ وہ بھی اخبارات کی خبروں کو اسی طرح خاک و خون میں لپٹا ہُوا پیش کرتے ہیں جن سے سراسر عصبیت کی بُو آتی ہے۔ اور پھر شاید ہی جماعت احمدیہ کی طرح کوئی ایسی مُسلم تنظیم ہو جس نے فسادات کے بعد اگر مسلمانوں کو امداد دی ہو تو بالکل اسی طرح ہندو متاثرین کا بھی خیال رکھا ہو۔

عصبیت کی اس قسم کی کارروائی کے ساتھ ساتھ اخبارات میں مُسلسل ایک دُوسرے کے مذہب اور مذہبی پیشواؤں کو ہدفِ تنقید بنایا جا رہا ہے۔ اب جہاں نہ تو ظاہری ہمدردی ہو اور نہ ذہنی موافقت تو ایسی کارروائیوں کے نتیجہ میں مسلسل فسادات کا ایک خطرناک دَور شروع ہو جاتا ہے اور ایسی مُصیبت کی ذمّہ داری جہاں مذہبی اور سیاسی لیڈروں کی ہے یا اُن لیڈروں کی ہے جو مذہب اور سیاست کو ایک ساتھ ملا کر اپنا مذہب دُوسرے پر تھوپنا چاہتے ہیں وہاں اُن لوگوں کی بھی ہے جن کا اخبارات سے تعلق ہے۔ اور جو اپنے آپ کو قلم کے شہسوار کہلاتے ہیں۔ جو نہ صرف ایسے مضامین لکھتے ہیں بلکہ انتہا پسندی سے مزیّن ایسے ایسے پُرجوش عنوانات ان پر باندھتے ہیں جن کو پڑھ کر عوام اس قسم کے اندھے جوش کا شکار ہو جاتے ہیں جس میں پھر ہوش نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اور پھر بدقسمتی سے ہمارے مُلک کی اکثریت جو اَن پڑھ ہے اور وہ صرف اپنے نیم پڑھے لکھوں کے مُنہ سے ہی اپنے ہم قوم و مذہب افراد کے خلاف ظلم کی سچی جھوٹی داستانیں سُنتے ہیں، ایک بدمست ہاتھی کی طرح اپنی قوم کی طرفداری میں دھرم یُدھ اور جہاد جیسے غلط ناموں کا استعمال کرتے ہوئے میدانِ کارزار میں باہر نکل آتے ہیں۔ اور وہ اخبارات و مضمون نگار جو انہیں فساد کے میدان کی طرف ہنکاتے ہیں خود لکھ بول کر اپنے گھروں میں محصُور ہو جاتے ہیں اور یہ معصوم مخلوق قبرستانوں اور ہسپتالوں کے چکر لگا کر مزید مُصیبت اور غریبی کی گہری دلدل میں پھنس جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فسادات سے بھرپور منفی خبریں، مثبت و محتاط اندازِ بیان میں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ ساتھ ہی اُن شُرفاء کا بھی ذکر کیا جا سکتا ہے جنہوں نے ایسے فسادات کے موقع پر اپنے ہم قوم افراد کی مذمّت کی ہے اور آئندہ کے لئے ایسی کارروائیوں کے نہ دُہرائے جانے کا عزم کیا ہے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ فتنہ و فساد کی چنگاریاں بجھنے کی بجائے مزید شعلہ زن ہوں۔ لیکن ایسی ہی ایک خبر کو ہم اگر پُرجوش عنوان لگا کر اور مرچ مسالہ سے بھر کر پیش کریں اور ساتھ ہی ہر دو فریق کے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کے ان عزائم کا اظہار بھی کر دیں جنہوں نے ایک دُوسرے پر مزید اتہامات و الزامات لگاتے ہوں اور قومی شرائط پُوری نہ ہونے پر اس فتنہ کو مزید جاری رکھنے کا عزمِ مصمّم کیا ہو تو اس سے متاثرین کے دُور بیٹھے رشتہ داروں یا ہم قوم افراد میں بلاوجہ کا جوش پیدا ہوگا۔ اور وہ بھی بھرپور تیاری کے ساتھ اپنے ہم قوم افراد کی اندھی تائید میں ان معصوم بندگانِ خدا کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگیں گے جن کا اس فساد سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

۶ر دسمبر ۹۲ء کے بعد سے ایسی ہی اندھی اور ظالمانہ تائید کا نظارہ برِّصغیر ہند و پاک نے اپنی بے بس آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کس طرح ایودھیا کی مسجد کی شہادت کے بعد پاکستان و بنگلہ دیش میں معصوم ہندوؤں کا خون بہایا گیا۔ اور کس طرح مندروں کو گرا کر اُن کے مذہبی جذبات کو کچلا گیا۔ اور اِدھر ہندوستان میں بیسیوں جگہوں پر فتنہ و فساد کا ایسا بازار گرم ہُوا کہ ہندوؤں نے مسجدوں کو اور مسلمانوں نے مندروں کو نقصان پہنچایا۔ بندگانِ خدا کا خون بہایا۔ کروڑوں کی اَملاک کا نقصان ہُوا۔ عزتیں لُوٹی گئیں۔ اور اس میں ان لوگوں نے جی بھر کر فائدہ اُٹھایا جو ہمیشہ ہی ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ممکن ہے ہمارے اِس بیان سے کوئی یہ مطلب لے کہ ہم جُزوی طور پر اخبارات میں بعض خبروں کی اشاعت پر پابندی کے حق میں ہیں۔ اور اس طرح آزاد صحافت کو گویا مسلنے کے حامی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بیان کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اگر کسی تاریک پہلُو کو خبروں میں پیش کیا جائے تو اوّل تو اُسے صرف اِس حد تک پیش کیا جائے۔ جس قدر اس خبر کا حقیقی عنصر ہے۔ دُوسرے یہ کہ ایک فطری بات ہے کہ تاریکی کے ساتھ روشنی کی کرنیں بھی ہوتی ہیں جنہیں عقل کی آنکھ رکھنے والا محسوس کر لیتا ہے۔ خبروں کی اشاعت یا مضمون نگاری کے وقت برائے خدا انہیں بھی دیکھا جائے۔ انہیں بھی عوام کے سامنے لایا جائے۔ تاکہ ایک منفی خبر کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بداثر ایسے مثبت واقعات کے پیش کرنے کے ساتھ زائل ہو جائے۔ لیکن اگر ہم سستی شہرت یا ایک طبقے میں اپنے اخبار کی مقبولیت چاہیں گے تو ایسا ہرگز ہمارے لئے ممکن نہ ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نیتوں کو صاف کیا جائے۔ اور صحافت جیسے مقدّس پیشے کو نہایت ایمانداری اور دیانتداری کے جذبہ کے ساتھ فروغ دیا جائے۔

(مُنیر احمد خادم)

بھیّا! میرے گھر میں کل اخبار نہ لانا

صابر دت

بھیّا میرے گھر میں کل اخبار نہ لانا
ماؤں کے یہ مرتے بچے
بہنوں کے یہ بانکے بھائی
بازاروں میں لُٹتی یہ عورت کی عصمت
جلتے گھر، روتے گلیارے
اُگل رہے ہیں دن انگارے
اخباروں کی خبروں میں خُوں
تہواروں کے رنگوں میں خُوں
بُوڑھوں میں خُوں
بچّوں میں خُوں
خوں کا یہ سیلاب ہٹا دو
اخباروں میں آگ لگا دو
نفرت کی دیوار گرا دو
مجھ کو پھر انسان بنا دو
بھیّا میرے گھر میں کل اخبار نہ لانا

(بشکریہ "بلٹز" اُردو۔ بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۹۲ء)

ریڈیو پر خطباتِ جمعہ نشر ہونے کے متعلق

ضروری اعلان

الحمدللہ کہ اب باقاعدہ ریڈیو پر SHORT WAVE 16 METER BAND (فریکوئنسی 17765) پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطباتِ جمعہ تمام دُنیا میں نشر ہونے کا انتظام ہو گیا ہے۔ یاد رہے خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق چھ بجے (شام) شروع ہوتا ہے۔ جو احباب ریڈیو پر خطبہ سُننا چاہیں وہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

اپنی اطاعت کی حفاظت کریں یہ نہ دیکھیں کہ کون ہے جسے نظامِ جماعت کی نمائندگی کا حق عطا کیا گیا ہے یہ غور کریں کس نے عطا کیا ہے

خدا کے بندے وہی ہیں جو نظامِ جماعت کی تائید کرتے ہیں اپنے ذاتی تعلقات و دوستیوں اور اپنے رشتوں کو بھلا کر ہمیشہ خدا کی جماعت کے نظام کی تائید میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں

جب آزمائش کے مقام آئیں اور آپ کی عزت اور انا کچلی ہوئی دکھائی دے تو تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آزمائش کے مقام پر ثابت قدم رہیں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ شہادت (اپریل) ۱۳۷۲ ہش ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لنڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ ۝
قَالَ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِى مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝
قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝
وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝
(سورۃ ص : آیات ۷۶ تا ۷۹)

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نظامِ جماعت اب دنیا میں دُور دُور کی جماعتوں میں نہ صرف یہ کہ نافذ ہو رہا ہے بلکہ دن بدن مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اب وہ کیفیت نہیں رہی جیسے پہلی تھی کہ تحریک جدید کے دفتر میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ دُنیا بھر کی جماعتوں کے نظام کو چلایا جاتا تھا بلکہ

براہ راست خلافت کے ساتھ نظامِ جماعت کا رابطہ

دن بدن واضح اور مضبوط ہو رہا ہے اور اب مواصلاتی سیارے کے ذریعہ جو رابطے بڑھے اور پھیلے ہیں اُن کے نتیجہ میں انشاء اللہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ صرف نظام ہی کی معرفت نہیں بلکہ ہر احمدی فردِ بشر سے خلافت کا ایک گہرا ذاتی رابطہ قائم اور مستحکم ہو جائے گا۔

جہاں تک نظامِ جماعت کے پھیلاؤ کا تعلق ہے یہ تدریجاً ہوا ہے اور اسے مستحکم کرنے میں بہت وقت اور محنت درکار ہے کیونکہ نظامِ جماعت کے ساتھ بہت سے ایسے خطرناک عوامل لگے ہوئے ہیں جو نظام کو مستحکم ہوتا دیکھ نہیں سکتے اور دن رات اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ یہ نظام کسی طرح اُکھڑ جائے اور یہ پودا جنت سے نکالا جائے اس ضمن میں قرآن کریم کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان پر ابھی کچھ ٹھہر کر میں روشنی ڈالوں گا مگر میں یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ نظامِ جماعت جو پھیل رہا ہے اور مستحکم ہو رہا ہے اب اس کی ذیلی تنظیمیں بھی خدا کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک میں جڑ پکڑ رہی ہیں اور اپنے مرکزی جماعتی نظام کے تابع رہ کر اس کا ایک جزو بن کر اس کو تقویت دیتے ہوئے نشوونما پا رہی ہیں یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے جس سے انسان کو گہرا اطمینان نصیب ہوتا ہے کہ ذیلی تنظیمیں پنپیں اور مضبوط بھی ہوں لیکن نظامِ جماعت کے عمومی ڈھانچے سے ٹکرا کر نہیں اس میں فریکشن (FRICTION) یعنی رگڑ پیدا کرتے خلا پیدا کرتے ہوئے نہیں بلکہ ان کا ایک مضبوط اٹوٹ انگ بنتے ہوئے اور ان کو مزید طاقت عطا کرتے ہوئے ذیلی تنظیمیں اگر پنپیں تو یہی الٰہی نظام کی رُوح ہے اور اسی کے مطابق دنیا بھر میں کام ہونا چاہیئے۔ پس ذیلی تنظیموں کو مستحکم کرنے میں اور جماعت کا ایک فعال حصہ بنانے میں بہت محنت کی ضرورت تھی ہے اور ابھی رہے گی اور اس پہلو سے میں جماعت کو جو نصیحت کرنی چاہتا ہوں وہ اُن آیات سے متعلق ہے جن کی ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔

عرب ممالک میں بھی اللہ کے فضل سے اب ذیلی تنظیمیں مستحکم ہو رہی ہیں۔ جماعت کے لئے یہ ایک نئی خوشخبری ہے کیونکہ عرب ممالک میں تو پہلے جماعت کی کسی بھی قسم کی تنظیم عملاً عنقا تھی اور اکثر جگہ اصحاب کہف کا سا دور تھا لیکن اب خدا کے فضل کے ساتھ بہت سے عرب ممالک میں جماعتی تنظیم جڑ پکڑ رہی ہے اور آج ایک عرب ملک میں لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع ہے اور ان کی طرف سے مجھے خصوصیت سے یہ تاکید موصول ہوئی ہے کہ ہمیں بھی مخاطب کر کے چند لفظ کہیں اور اسی طرح آج گیمبیا میں بھی ایک سالانہ اجتماع ہو رہا ہے اور کل اُن کے امیر صاحب کی طرف سے فون پر پیغام ملا تھا انہوں نے فرمایا کہ کل کے جمعہ میں ہمیں بھی مخاطب کریں۔ اس سے جماعت میں نیا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور جب ہم اپنا نام سنتے ہیں تو بہت لطف آتا ہے یہ دو ممالک خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر ہیں مگر یہ جو نصیحت ہے یہ عمومی ہے اس کا ساری دنیا کی جماعتوں سے تعلق ہے ہر جگہ نظامِ جماعت سے گہرا تعلق ہے۔

نظامِ جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے وہ اَیدی جن سے خدا نے تخلیق کی ہے جن معنوں میں بھی وہ ہاتھ کہلاتے ہیں ان معنوں میں جو نظامِ جماعت ہے وہ ان ہاتھوں کی طاقت اور اس کی صنّاعی کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی ہاتھوں سے خلیفہ بنایا جاتا ہے اور اسی خلیفہ کو ہم نبی اللہ یا رسول اللہ کہتے ہیں جو براہ راست اللہ کے ہاتھوں سے بنتا ہے اور آگے پھر جو نظام جاری ہوتا ہے وہ خدا کے ہاتھوں کی نمائندگی میں جاری ہوتا ہے یہ مضمون ہے جسے آپ اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ اس مضمون میں جہاں کوئی ابہام پیدا ہوگا وہاں ٹھوکر کے رستے نکل آئیں گے پس نظامِ جماعت کوئی الگ چیز نہیں ہے کوئی ایسی مصنوعی میکنکل چیز نہیں ہے جس کے متعلق لوگ کہیں کہ نظام کیا چیز ہے۔ یہ تو یونہی ایک ڈھانچہ سا بنا ہوا ہے۔ ہمارا خدا سے تعلق ہے۔ ہم خدا کے ادنیٰ غلام ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو یہ نظام وظام کیا چیز؟ چھوڑیں ان باتوں کو اس قسم کی کچی لوگ باتیں کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن کریم نے ان آیات میں جن کی میں نے

تلاوت کی ہے آغاز ہی سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے بلکہ سب بنی نوع انسان کو اس قسم کی بودی باتوں کے خلاف متنبہ فرما دیا تھا اور ان آیات میں دراصل یہ اعلان ہے کہ تمہارے لئے ہمیشہ تمہارے اسلام کو سب سے بڑا خطرہ تمہاری انانیت سے ہوگا اور نظام کے مقابل پر سر اٹھانے سے ہوگا۔ اگر تم اس خطرے کو سمجھ جاؤ اور اس ٹھوکر سے باز آؤ تو پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس کے بغیر تم عباد اللہ میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ پس دو قسم کے عباد ہیں۔ ایک عباد اللہ ہیں اور ایک شیطان کے بندے بن جاتے ہیں اور یہی دو گروہ ہیں جو مذہب کے تعلق میں ہمیشہ برسر پیکار دکھائی دیتے ہیں۔

عباد اللہ بننے کے لئے یہ شرط بنائی گئی کہ تکبر سے باز آجاؤ

اپنی انانیت سے توبہ کرلو۔ اس کے بغیر تم کہو گے تو یہی کہ اے خدا! تو نے ہمیں اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ ہم تیرے ہاتھوں کے نمائندہ ہیں مگر یہ ایک جھوٹی اور دھتکاری ہوئی بات ہوگی۔ متکبر انسان کا اور اپنے آپ کو بلند سمجھنے والوں کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ

اے ابلیس! تجھے اس بات پر کس بات نے آمادہ کیا یا یوں کہیں کہ مَنَعَكَ: کس بات نے تجھے منع کردیا کہ تو اُس سے بغاوت کرے اُس کی اطاعت سے مُنہ پھیرے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا۔ یہاں خلیفۃ اللہ کا ذکر چل رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے بنانے کا مطلب ہے کہ خدا تعالےٰ کے نظام کے دونوں پہلو یعنی روحانی اور دنیاوی تمام تر اس کی پُشت پناہی کریں گے کیونکہ خدا نے اپنی ہر قسم کی طاقتوں کے مجموعہ سے خلیفۃ اللہ کی تخلیق کی ہے۔ دو ہاتھ سے مراد پہلے انسان کی وہ حالت ہے جب وہ ارتقائی مدارج سے رفتہ رفتہ گزرتا ہوا اس بلند مقام تک پہنچا ہے جہاں وہ اس شرف کے قابل ٹھہرا کہ اللہ تعالےٰ اس سے ہمکلام ہو۔ جہاں وہ اس شرف کے لائق قرار دیا گیا کہ خدا کی نمائندگی کرے۔ اس مقام تک جتنے بھی محرکات ہیں جس نے آدم کی اس بلند درجہ تک راہنمائی کی ہے اور ان بلند مدارج کو حاصل کرنے میں عوامل کا کام کیا ہے وہ تمام خدا کے اس نظام سے تعلق رکھتے ہیں جس کو ہم کائنات کا نظام کہتے ہیں۔ پھر آدم ایک ایسے دور میں داخل ہوتا ہے جہاں خدا کے روحانی نظام کا ہاتھ اس کے سر پر آتا ہے، اس کی پُشت پناہی کرتا ہے اور اس کی تخلیق نو میں ایک نیا نظام کارفرما ہو جاتا ہے اسے خَلْقًا آخَر کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ پس دو قسم کی مخلوقات میں سے آدم یعنی اللہ کا خلیفہ گزرتا ہے۔ ایک وہ تخلیق جس میں سب دوسرے بھی شامل ہیں لیکن یہ اس تخلیق کا انتہائی مقام ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عزت کا مرتبہ ہے۔ وہ مرتبہ جس پر تخلیق کا نمائندہ اس لائق ٹھہرے کہ وہ خدا سے ہم کلام ہو یا خدا اُس سے ہم کلام ہو اور خدا کی نمائندگی کر سکے۔ دوسرا پہلو ہے اس کی تربیت اور دینی امور میں اس کی راہنمائی اور اُسے اس لائق ٹھہرانا کہ وہ خدا سے ہدایت پاکر لوگوں کا ہادی بن جائے۔ پس امر واقعہ یہ ہے کہ مہدویت کا تعلق آغاز ہی سے خلافۃ اللہ سے ہے۔

دنیا میں کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے مہدی نہ ہو

اور مہدی وہ جسے خدا خود ہدایت دے۔ پس یہ اللہ تعالےٰ کا دوسرا ہاتھ ہے جو پھر خلافت کی تخلیق میں حصہ لیتا ہے اور جب تک یہ ہاتھ اس تخلیق میں شامل نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کو سجدہ کا حکم نہیں۔ جب خدا کا نمائندہ ان دونوں ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے، خدا کی ان دونوں طاقتوں کی نمائندگی کرتا ہے تب حکم ہے کہ ہر دوسری مخلوق کے لئے فرض ہے کہ چونکہ یہ اب خدا کی نمائندگی کر رہا ہے اس لئے اس کے سامنے ضرور جھکو کیونکہ اب اس کے سامنے جھکنا اس کے وجود کے سامنے جھکنا نہیں رہا بلکہ اللہ کے سامنے اور خالق کے سامنے جھکنا بن گیا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جسے چند لفظوں میں سمجھایا گیا اور ابھی اس مضمون کے بہت سے پہلو ہیں جن پر میں تفصیل سے روشنی نہیں ڈال رہا کیونکہ میں پہلے بھی بارہا اس پر گفتگو کرچکا ہوں لیکن اس سے آپ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک لفظ میں کتنے مضامین سمیٹ کر رکھ دیئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ اے ابلیس! تجھے کس بات نے منع کیا تھا کہ اس وجود کی اطاعت سے روگردانی کرو۔ خَلَقْتُ بِيَدَيَّ جسے میں نے خود اپنی قدرت کے دو ہاتھوں سے بنایا ہے۔ عام نظام قدرت سے بھی اور غیر معمولی اور خاص روحانی نظام قدرت کے ساتھ بھی۔ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ۔ کیا تُو تکبر کا شکار ہو گیا۔ تُو نے تکبر سے کام لیا یا ویسے ہی بڑا بن بیٹھا ہے۔ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگ گیا ہے۔ حقیقتاً سمجھ رہا ہے کہ تو بہت بڑا ہے۔ ان دونوں باتوں میں ملتے جلتے مضامین ہیں لیکن باریک فرق ہے۔ ابلیس نے اس کے جواب میں یہ کہا: قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ۔ واضح بات ہے میں اس سے بہتر ہوں۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ یعنی جس چیز سے ہماری سرشت اٹھائی گئی ہے میرا سرشت کا مادہ اس کے سرشت کے مادہ سے افضل اور زیادہ طاقت ور ہے۔ آگ مٹی پر غالب آجاتی ہے اُس کو جلا دیتی ہے اور مٹی میں نمو کی جو طاقتیں ہیں آگ میں پڑ کر وہ تمام طاقتیں کھوئی جاتی ہیں تو یہ اس نے کہا کہ اے خدا! تو اپنے پیدا کرنے کی بات کر رہا ہے تو میرا جواب سُن لے۔ تُو نے ہی مجھے بہتر مادے سے پیدا کیا ہے اور غالب آنے والے مادے سے پیدا کیا ہے اس لئے مجھے حق ہے کہ میں انکار کردوں۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ۔ تو اُس حالت سے نکل جا، دور ہو جا۔ فَإِنَّكَ رَجِيمٌ تو دھتکارا ہوا اور راندۂ درگاہ ہے۔

اس مضمون میں ایک اشکال یہ ہے کہ کہاں سے نکل جا۔ کیونکہ جہاں تک جنت کا تعلق ہے شیطان کے جنت میں ہونے کا تو سوال ہی کوئی نہیں ہے اور نہ اس جنت کی باتیں ہو رہی ہیں جو جنت ہمیں مرنے کے بعد خدا کے فضل کے ساتھ نصیب ہوگی۔ پس وہ کونسی چیز ہے جس میں سے نکل جا کا حکم ہے۔ وہ اس حالت کا ذکر ہے جس حالت کے نتیجہ میں وہ تکبر کر رہا تھا۔ آگ میں دو طرح کی صفات ہیں۔ ایک وہ صفات ہیں جو بنی نوع انسان بلکہ حقیقت میں تمام مخلوق کے لئے غیر معمولی فائدے رکھتی ہیں اور ان کے نتیجہ میں سارا نظام حرکت میں ہے اور ایک وہ صفات ہیں جو منفی پہلو رکھتی ہیں اور وہ جلاتی ہیں اور ان میں تباہ و برباد کرنے کی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ آگ کا استعمال ہے جیسے بھی کوئی کرلے۔ پس آگ کو اگر آپ صحیح معنوں میں خدا تعالےٰ کی اطاعت میں استعمال کریں۔ ان قوانین کے تابع استعمال کریں جن قوانین کو خود خدا نے پیدا فرمایا ہے تو وہ آگ دنیا میں عظیم الشان کام کرنے کی صلاحیت انسان کو عطا کرتی ہے۔ حقیقت میں ہماری ساری انرجی (ENERGY) ساری فعالیت کا دارو مدار آگ پر ہے لیکن آگ ہی ہے جو ان سب چیزوں کو برباد بھی کر سکتی ہے۔ اب اٹامک انرجی ہے وہ آگ ہی سے تو سب کچھ حاصل ہو رہا ہے لیکن اس کے اندر خطرات بھی بہت مضمر ہیں۔ جہاں بھی اٹامک انرجی کا وہ پلانٹ نظام سے باغی ہوگا وہاں وہ ہلاکت کا موجب بن جائے گا۔ جہاں وہ آگ اطاعت کرے گی وہاں خیر اور خوبی اور فوائد کا موجب بن جائے گی تو اللہ تعالےٰ نے بہت گہری حکمت کی بات یہاں بیان فرمائی اور تحکّم کے ساتھ کسی آمرانہ انداز میں اس کی بات کو رد نہیں فرمایا۔

فرمایا: آگ کی جو بات تو کہتا ہے وہ درست ہے لیکن آگ کی اعلیٰ حالت سے ہم تجھے نکال دیتے ہیں کیونکہ وہ حالت اطاعت کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ تو جب اطاعت کی حد سے باہر گیا تو آگ کی تمام مثبت صفات سے تجھے عاری کر دیا گیا ہے۔ اب تو صرف ہلاک کرنے کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اب تو صرف نقصان پہنچانے کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ پس ہم تیرے اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں اور تجھے ان فوائد سے محروم کرتے ہیں جو آگ میں اطاعت سے وابستہ فرمائے گئے ہیں اور تو خود اپنے منہ سے اقرار کرتا ہے کہ میں تیری اطاعت سے باہر جاتا ہوں کیونکہ جس کو تو نے بنایا ہے میں اس کو ادنیٰ سمجھتا ہوں، اس لئے ہم تجھے باہر نکالتے ہیں۔ تب شیطان نے کہا کہ پھر مجھے رخصت دی جائے کہ میں بھی اپنا زور ماروں اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے رخصت دے دی کہ زور مارتے رہو۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ بے شک زور مارو۔ اپنے لشکر چڑھا لاؤ۔ اپنے گھوڑے اور اپنے اونٹ اور اپنے تمام سوار اور پیادہ جو طاقتیں تمہیں حاصل ہیں استعمال کرو اور میرے بندوں کے خلاف ان کو چڑھا لاؤ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے بندوں پر تجھے غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ وہ میرے ہی رہیں گے۔ ہاں وہ جو ان صفات سے مرعوب ہوتے ہیں جو منفی اور شیطانی صفات ہیں۔ جن کے اندر پہلے ہی اندرونی بیماریاں موجود ہیں وہ تیری طرف جائیں گے اور تیری باتوں سے متاثر ہوں گے مجھے ان سے کوئی غرض نہیں۔ وہ تیرے بندے بن جائیں گے۔ یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن میں ہمیشہ کی جدوجہد کا فلسفہ بیان فرما دیا گیا ہے جو حق اور باطل کے درمیان جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

وہ لوگ جو نظام جماعت کو اس آیت اور اسی قسم کی دوسری آیات کا مفہوم سمجھتے ہوئے خدا کے دو ہاتھوں کی تخلیق سمجھتے ہیں وہ نظام جماعت کے سامنے کبھی تکبر سے کام نہیں لیتے اور ہمیشہ اطاعت یعنی سجدہ کرتے ہوئے ان راہوں پر چلتے ہیں جو راہیں خود اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کے لئے مقرر فرما رکھی ہیں اور وہ لوگ جو اپنی انانیت کا شکار ہوتے ہیں ان کے اندر ایک شیطان ہے جو سر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ نظام جماعت کا یہ نمائندہ اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس جاہل کو تو تلاوت بھی صحیح نہیں آتی۔ اس کو تو فلاں کام ٹھیک نہیں آتا۔ اس میں فلاں کمزوری ہے اور ہم صاحب علم ہیں۔ ہمیں فلاں فلاں فضیلتیں حاصل ہیں۔ اس کی قوم یہ ہے ہماری قوم یہ ہے۔ ہمارے ساتھ جتھہ ہے اس کے ساتھ جتھہ کوئی نہیں۔ ہمیں اکثر لوگوں نے ووٹ دیا ہے اور آپ ان ووٹوں کو نظر انداز کر کے اس کو چن رہے ہیں جس کو چند آدمیوں نے ووٹ دیا تھا۔ ہم افضل ہوئے کہ یہ افضل ہوا۔ اس لئے ہم اپنے سے ادنیٰ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں تو اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں اور ان کی تمام وہ صفات جن پر بناء کرتے ہوئے وہ تکبر کا اظہار کرتے ہیں ان کی مثبت صلاحیتیں ان سے چھین لی جاتی ہیں۔ اب ان کا وجود محض نقصان رساں وجود ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے لوگ نظام میں اپنا جتنا وقت خرچ کرتے ہیں ہمیشہ منفی سوچیں سوچتے ہوئے، نظام کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنی کچلی ہوئی انانیت کا بدلہ لینے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ پس وہ سانپ جس نے کہا جاتا ہے کہ آدم اور حوّا کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو ڈسا تھا یعنی روحانی طور پر ڈسا تھا اور بائبل کے بیان کے مطابق چاپلوسی کی باتیں کر کے ان کو گمراہ کیا وہ سانپ دراصل انانیت کا ہی سانپ ہے۔ ہر انسان میں موجود ہے جب اس کو موقعہ ملے گا یہ سر اٹھائے گا اور ڈسے گا اور اس کو موقعہ دینا یا نہ دینا ہر بندے کے اختیار میں ہے۔ پہلے وہ انسان مسلمان ہو جس کے اندر یہ سانپ موجود ہے پھر اس کے سانپ کو یہ توفیق ہی نہیں مل سکتی کہ وہ اسے ڈسے۔ پہلے وہ آدم کو سجدہ کرے تو اس کے اندر کا سانپ مجبور ہوگا کہ اس کے تابع رہے ورنہ یہ سانپ ضرور سر اٹھائے گا اور بغاوت کرے گا اور خود اپنے مالک کو ہلاک کر دے گا۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسی مضمون کو واضح فرماتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ شیطان؟

شیطان تو ہر انسان کی رگ و پے میں دوڑ رہا ہے۔

تم باہر کے شیطان کی باتیں کرتے ہو اندر کے شیطان کی فکر کرو جو ہر شخص میں موجود ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جس کے متعلق قرآن کریم کی اس دعا نے ہمیں متنبہ فرمایا کہ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا کہ اے خدا! ہم پناہ مانگتے ہیں مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔ اپنے نفس کے اندرونی شر سے۔ پس ہر شخص میں ایک شر ودیعت کیا گیا ہے۔ یہ فطرت کا حصہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب یہ فرمایا تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے اندر بھی؟ آپ کے اندر بھی یہ شیطان موجود ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں لیکن وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ کلیۃً سر تاپا اسلام قبول کر چکا ہے۔ پس یہ فلسفہ ہے جسے سمجھنے کے نتیجہ میں آپ کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کا سلیقہ آجائے گا۔ یہ شیطان ہی ہے جو فعالیت کی قوت عطا کرتا ہے یعنی جس کو آپ شیطان کہہ رہے ہیں یہ دراصل توانائی ہے ایک ولولہ ہے۔ ایک جوش ہے۔ ایک طاقت ہے جن لوگوں میں زیادہ ہو وہ زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ سجدہ کر دیں اور خدا کی اطاعت کے تابع ہو جائیں۔ تب ایسے لوگ بڑے عظیم الشان کام کرتے ہیں اور خدمت دین میں ہمیشہ صف اول میں ہوتے ہیں اور ان کو عام انسانوں سے غیر معمولی طور پر بڑھ کر خدمت کی توفیق ملتی ہے۔ جو خود اس انانیت کا شکار ہو جائیں وہ اپنی انا سے ڈسے جاتے ہیں اور پھر وہ چونکہ اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں اس لئے پھر ان کی یہ تمام تر صلاحیتیں ہمیشہ منفی اثرات پیدا کرنے پر خرچ ہوتی ہیں اور ان سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ پس صلاحیتیں وہی ہیں جو خدا کی رضا کے تابع ہو جائیں۔ صلاحیتیں وہی ہیں جو اسلام قبول کریں۔ ان کے سوا جتنی صلاحیتیں ہیں وہ سب منفی صورتیں ہیں۔ پس قرآن کریم نے آگ کی مثال دے کر یعنی شیطان کے منہ سے یہ بات بیان کر کے بہت ہی گہرا اور ہمیشہ رہنے والا ایک فلسفہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے۔ طاقت کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں چل سکتا لیکن ہر طاقت میں دو پہلو ہیں۔ ایک شر کا پہلو ہے اور ایک خیر کا پہلو ہے۔ تم اپنی طاقتوں کو اگر خدا کی نمائندگی میں سجدہ ریز کر دو اور تمہاری طاقتیں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کے پیدا کردہ نظام کے تابع ہو جائیں تو ان سے عظیم الشان کام سر انجام ہوں گے لیکن اگر تم اطاعت کی حد سے باہر نکل گئے تو فَاخْرُجْ مِنْهَا میں یہ پیغام ہے کہ جا پھر تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے تجھے عاری کر کے محض خالی آگ سے کھیلنے والا ایک وجود بنا دیا گیا ہے۔

اب اس کو جس طرح چاہے استعمال کر اس سے کبھی خیر پیدا نہیں ہوگی۔ پس نظام جماعت کے اس پہلو کو سمجھیں اور

اپنی اطاعت کی حفاظت کریں۔

یہ نہ دیکھیں کہ کون ہے جسے نظام جماعت کی نمائندگی کا حق عطا کیا گیا ہے۔ یہ غور کریں کہ کس نے عطا کیا ہے۔ کس کی نمائندگی کر رہا ہے۔ مٹی میں ہمیں یہ پیغام دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نمائندگی میں ہمیشہ عاجز بندوں کو چنا کرتا ہے اور شیطان کی اباء کے مقابل پر آگ کی سرکشی کے مقابل پر دیکھیں کتنا خوبصورت مضمون سجا کر پیش فرمایا گیا ہے۔ جس بات پر شیطان نے اعتراض کیا اسی بات میں اس کا جواب تھا کہ اے جاہل! میں تو مٹی کو پسند کرتا ہوں جو راہوں پر بچھ جاتی ہے میں تو ان انسانوں کو پسند کرتا ہوں جن میں

سے بنی اور عاجزی کی صلاحیتیں موجود ہیں جب وہ میری راہ میں بچھتی ہیں تو اُن سے پھر نشو و نما ہوتی ہے۔ اُن سے اعلیٰ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب اس پہلو سے آپ دیکھیں کہ تمام کائنات میں جہاں بھی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں وہاں مٹی کی خصلت سے زندگی پیدا ہوتی ہے آگ سے زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ آگ سے جناتی زندگی تو پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے یعنی وہ زندگی جو باغیانہ حرکتیں کرتی ہو، جس میں تکبر پایا جاتا ہو۔ چنانچہ مادی دنیا میں بھی بعض وجود جو خطرناک اور مہلک بیکٹیریا پر مشتمل ہیں وہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور باقی صلاحیت رکھنے والی تمام زندگی گیلی مٹی سے پیدا ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون پر بھی روشنی ڈال دی کہ دیکھو ساری نشو و نما تو مٹی سے ہو رہی ہے اور انسان اس سے پیدا ہو کر کتنی بلندیوں تک جا پہنچتا ہے لیکن عجز کے آخری زینے سے جس سے نیچے عجز کا مقام نہیں وہاں سے زندگی کا سفر شروع ہوتا ہے وہاں سے بلندیوں کا سفر شروع ہوتا ہے پہلا زینہ عجز اور انکساری میں رکھا گیا ہے جس کا قدم پہلے زینہ پر نہیں پڑتا وہ کسی بلندی تک نہیں پہنچے گا تو اب "عَلا" والا مضمون بھی سمجھ آگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے پہلے زینہ پر تو قدم نہیں رکھا جو اطاعت اور انکساری کا زینہ ہے تو اونچا کیسے اُڑ گیا؟ کیسے تجھے وہ بلندیاں نصیب ہو گئیں جن کے نتیجہ میں تو میرے آدم پر اکڑ اکڑ کر تکبر سے باتیں کرتا ہے اسے ہم نے عجز کے مقام سے اٹھایا ہے اور وہاں سے رفعتیں بخشی ہیں اور وہ جو خدا کی راہ میں سب سے زیادہ مٹی ہوا اُسے سب سے زیادہ سربلندی عطا کی گئی۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقام سمجھنا ہو تو اس آیت کے اس پہلو پر غور کریں کہ شیطان نے یہ تسلیم کیا کہ تو نے آدم کو یعنی خلیفہ کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور خلافت کا معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ پس مٹی کی تمام صلاحیتیں اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وجود میں جلوہ گر ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ عجز آپ میں تھا اس لئے سب سے زیادہ رفعتیں آپ کو عطا ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعِ بِالسِّلْسِلَةِ

کہ جب خدا کا ایک بندہ تواضع کرتا ہے اُس کے سامنے جھک جاتا ہے اور گر جاتا ہے تو اس جھکے ہوئے انسان کی رفعت وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اللہ اسے اٹھاتا ہے اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعِ۔ ساتوں آسمان تک اٹھا کر لیجاتا ہے۔ بِالسِّلْسِلَةِ. ظاہر بین اس کا ترجمہ "زنجیروں سے" کرتے ہیں یعنی زنجیروں میں جکڑا اور اُٹھا کر آسمان پر چڑھا دیا۔ وہ جو رفع کا اس قسم کا بدنی تصور آسمان پر چڑھنے کا کرتے ہیں ان کا ذہن اس طرف جاتا ہے اور قرآن کریم کے نہایت ہی لطیف اور اعلیٰ مطالب کو وہ کھو دیتے ہیں۔ بِالسِّلْسِلَةِ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح زنجیر کی کڑیاں ہوتی ہیں اسی طرح عاجزی اور تواضع اور آسمان کی رفعتوں کے درمیان بے شمار کڑیاں ہیں۔ ایک زنجیر ہے جو بے شمار کڑیوں سے بنی ہوئی ہے۔ پس جتنا جتنا کوئی تواضع کرے گا اُتنا اُتنا اُس کو رفعتیں نصیب ہونگی۔ ہر تواضع کرنے والے کو ساتویں آسمان تک نہیں پہنچایا جائے گا بلکہ کسی کو زنجیر کی پہلی کڑی تک اٹھایا جائے گا۔ کسی کو دوسری کڑی تک غرضیکہ رفتہ رفتہ وہ انسان جو خدا کے نزدیک تواضع میں انتہا کر لیتا ہے اس کی رفعت ساتویں آسمان تک ہوگی۔ یہاں عبد سے مراد بنی نوع انسان میں عجز کرنے والے تمام بندے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقام ان تمام سے الگ اور ممتاز تھا۔ اس لئے یہاں آپ کا آخری مقام بیان نہیں فرمایا یعنی مٹی کی انتہائی صلاحیتیں جہاں تک پہنچا سکتی تھیں اُس کے بالکل آخری کنارے پہ آپ فائز تھے۔ چنانچہ آپ کا معراج ساتویں آسمان سے بلند تر ہوا جس سے پیچھے ساری مخلوق رہ گئی ہے۔ انسانی مخلوق بھی اور غیر انسانی مخلوق بھی، فرشتے، جن، ہر قسم کی جتنی مخلوقات ہیں اُن سب کو اس مرتبہ تک پہنچنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ اس بلندی تک پہنچنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ جس بلندی تک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رفعتیں ہوئی ہیں۔ پس بتایا کہ مٹی کی صفات جو عجز کی صفات ہیں اور نشو و نما کی صفات ہیں، دو قسم کی صفات ہیں ان دونوں صفات میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام بنی نوع انسان پر سبقت لے گئے ہیں اور جہاں بنی نوع انسان کی رفعتیں ساتویں آسمان پر ٹھہر جاتی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رفعتیں اس سے بھی بلند تر ہو جاتی ہیں۔ اگلے مقامات تک جا پہنچتی ہیں۔ پس ساری ترقیات کا راز تو عجز اور مٹی بننے میں ہے پس وہ لوگ جو نظام جماعت کے سامنے سر اٹھاتے ہیں اور اپنے علو کی باتیں کرتے ہیں ان کو تو خدا کا یہی جواب ہے کہ فَاخْرُجْ مِنْهَا۔ ان بلندیوں سے نکل جاؤ۔ اُن رفعتوں سے تمہیں عاری کر دیا گیا ہے جو میری طاقتوں کے مثبت پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں ہاں جہاں تک ان طاقتوں کے منفی پہلو کا تعلق ہے وہ تم استعمال کرو۔ قیامت تک کرتے چلے جاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ پس خدا کی نمائندگی میں جو عجز کے ساتھ خدا کی نمائندگی کا، اُس کے نظام جماعت کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں وہ خدا کے فضل سے مقام محفوظ پر فائز ہیں۔ یہ شریر لوگ ان کو تنگ کرنے کی کوشش کریں گے، ان کے خلاف بغاوت کریں گے، ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں گے، اُن کی کمزوریاں لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ جتھے بنائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک ان پر ان شیطانوں کو غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو ان کی باتوں میں آکر اُن کی تائید میں باتیں کرنے لگیں گے اور ان کو حمایت دیں گے ان کا نقصان ہے۔ اس قسم کے لوگ اپنی علامتوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ پس نظام جماعت کی بات ہو رہی ہے میں تمام دنیا کی جماعتوں کو تفصیل سے سمجھا رہا ہوں کہ

نظامِ جماعت کی روح

اور اُس کے فلسفے کو سمجھیں جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور پھر خوب متنبہ رہیں کہ آپ کی حرکتیں آپ کو کس گروہ میں لے جاتی ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ عام حالات میں نہایت ہی تابع فرمان، اپنے خطوں میں بھی اور ویسے اظہارات میں بھی اور جماعت سے تعاون میں بھی بہت عمدہ خصلتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ بڑا عمدہ رویہ اختیار کرتے ہیں لیکن ابھی وہ آزمائے نہیں جاتے۔ شیطان کا اس وقت تک دنیا کو اور فرشتوں کو پتہ ہی نہیں چلا جب تک وہ آزمائش میں نہیں ڈالا گیا۔ جب تک وہ آزمائش میں مبتلا نہیں ہوا وہ ایسا ہی ایک وجود تھا جیسے عام طاقتوں والا ایک وجود ہوا کرتا ہے اور ان مخلوقات میں شامل پھرتا تھا جو خدا تعالیٰ نے اس آزمائش کے واقعہ سے پہلے آزاد چھوڑی ہوئی تھیں۔ جب آزمائش میں ڈالا گیا تو اس کی انانیت کھل گئی ہے۔ جس طرح سانپ کی دُم کو رگڑا جائے تو پھر وہ پھنکتا ہے اور بعض سانپ ایسے ہیں جو ویسے نہیں کاٹتے اور جب تک ان کو کچلا نہ جائے اس وقت تک وہ غصے سے اپنا پھن نہیں اُٹھاتے۔ پس ہر انسان کے اندر وہ شیطان موجود ہے جس کا ذکر اصدق الصادقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کو بس کچلنے کی دیر ہے۔ پس ایسے لوگ جب کوئی عہدہ پاتے ہیں اور کسی وجہ

ہے ان کو عہدہ سے معزول کیا جاتا ہے یا ان کا انتخاب ہوتا ہے اور نامنظور کر دیا جاتا ہے پھر دیکھیں کہ کس طرح ان کے پھن کھلتے ہیں۔ کس طرح ان کے سر بلند ہوتے ہیں اور اس ظاہری طور پر سجدہ ریز وجود کے اندر سے ایک شیطان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور بعض لوگ پھر ساری زندگی کا مشغلہ یہ بنا لیتے ہیں کہ ہم نے اس بات کا انتقام لینا ہے اور ان کے سارے طور طریق قرآن کریم نے شیطان کی اس کہانی میں بیان فرما دیئے جو مختلف جگہ مختلف پہلوؤں سے بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کا ایک غول ہوتا ہے اس کا ایک لشکر ہوتا ہے اس کے کچھ ساتھی بننے شروع ہوتے ہیں اور وہ ان کی سرداری کرتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا رد عمل اس وقت پہچانا جاتا ہے جب یہ اپنی حرکتوں سے اپنے آپ کو شیطان کے مشابہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو عہدوں سے معزول کیا جائے تو وہ وقت ہے اس کی پہچان کا کہ وہ آدم کی سرشت سے ہے، مٹی کی سرشت سے ہے یا ابلیس کی سرشت سے پیدا کیا گیا ہے۔ پیدا تو دونوں کو ایک ہی سرشت سے کیا گیا تھا۔ دونوں صفات موجود ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کیا اس نے جب اس کو اختیار دیا گیا تو اپنے لئے آدم بننا پسند کر لیا یا شیطان کی سرشت اختیار کرنے کو اپنا لیا۔ ایسے موقعوں پر بعض لوگوں کے چہروں سے پردے اٹھتے ہیں اور انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنا بڑا علم، اتنی بڑی ان کی تربیت اور اتنے لمبے دور تک خدمتوں کی توفیق پانے والے ایک ٹھوکر میں آکر ہمیشہ کے لیے ذلیل اور رسوا ہو جاتے ہیں یعنی خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ اسی کا نام رجیم ہوتا ہے اور پھر ان کی زندگی شرارت پر وقف ہو جاتی ہے۔ ان کے طور طریق یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو وہ آدم میں نقائص ڈھونڈتے ہیں، (یہاں آدم سے مراد یا خلیفۃ اللہ سے مراد خدا کی جماعت کا نمائندہ ہے) اور لوگوں میں بیٹھ کر اس پر تبصرے کرتے ہیں کہ یہ امیر جس کی تو یہ عادت ہے، یہ حرکت ہے۔ اپنوں یا رشتہ داروں کے لیے یہ کرتا ہے اور دوسروں کے لیے یہ کرتا ہے۔ فلاں معاملہ میں اس کا یہ طور طریق ہے اور اسی معاملہ میں ایک دوسرے سے اس کا یہ طور طریق ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ پہچان کرنی کہ یہ لوگ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں، مشکل نہیں ہے کیونکہ جس وقت تک یہ اپنے آپ کو مٹی کی سرشت سے ظاہر کرتے چلے آئے تھے اس وقت تک یہ سب نقائص دیکھتے تھے اور انہوں نے قبول کئے ہوئے تھے اگر یہ سچے ہیں تو اس وقت تک ان سب نقائص پر ان کی نظر تھی مگر یہ نقائص ان کی اطاعت کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ جب سزا ملی، جب انا کچلی گئی تب اچانک وہ آدم کس طرح سب سے زیادہ گندا ہو گیا پہلے جس کے وہ ساتھی ہوا کرتے تھے، پہلے بعض دفعہ وہ جس کی مجلس عاملہ میں ممبر ہوا کرتے تھے، بعض دفعہ اس کے دوستوں میں شمار ہوتے تھے کیا وجہ ہوئی کہ اچانک وہ شخص جس کی ساری برائیاں ہمیشہ سے ان کی نظر میں تھیں اس وقت وہ برائیاں ان کو تکلیف نہیں دیتی تھیں، اس وقت انہوں نے ان برائیوں کی طرف نہ ان کو متوجہ کیا نہ نظام جماعت کو متوجہ کیا لیکن جب اسے آدم مقرر کر دیا گیا اور ان کو ہٹا دیا گیا تو اچانک اس کی برائیاں سامنے آگئیں، یہی شیطانیت کا فلسفہ ہے جو صرف عام عہدوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ نبوت سے اور خلافۃ اللہ سے اس کا اولین تعلق ہے اور گہرا تعلق ہے۔ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دے

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

(سورۃ یونس: آیت ۱۷)

محمد رسول اللہ! تو کہہ کہ جب خدا نے تجھے مقرر فرما دیا، جب تو نے دعویٰ کیا تو تجھ میں ہزار قسم کے نقائص بیان کرنے لگے۔ ہر خوبی سے تجھے عاری قرار دیا۔ ہر برائی تجھ میں داخل کر کے لوگوں کو دکھانے لگے۔ ان سے کہہ کہ میں نے ایک عمر تمہارے اندر گزاری ہے کیوں تم عقل نہیں کرتے کہ اس چالیس سالہ عمر میں تمہیں کبھی میرے اندر کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی تھی آج اچانک اس وجہ سے کہ خدا نے مجھے ایک منصب عطا فرمایا ہے میں سب سے گندا کیسے ہو گیا۔

بہت ہی عمدہ اور بہت ہی ٹھوس دلیل

ہے اور احمدیوں کے لئے اس میں ایک اور نصیحت بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دشمن جتنے بھی حملے کرتا ہے وہ ہمیشہ اس راہ سے حملے کرتا ہے اور احمدی اپنی معصومیت میں اس میدان میں ان سے جھگڑے کرتے ہیں احمدیوں کو چاہیئے کہ ان سے کہیں کہ قرآن کریم ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس مضمون کو چھیڑیں۔ جب تک تم پہلے یہ ثابت نہ کرو کہ اس دعویدار کی پہلی زندگی میں تم کیڑے ڈالا کرتے تھے اور یہ نقائص تمہیں دکھائی دیا کرتے تھے۔ وہ زندگی جس میں بناوٹ کوئی نہیں تھی۔ جس میں ابھی پتہ نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے، اس زندگی میں جبکہ اس دعویدار نے خدا کی نمائندگی کا لبادہ نہیں اوڑھا ہوا اس لئے دنیا کی نظر سے بچنے کی اسے ضرورت کوئی نہیں ہے۔ وہ کھلا کھلا تمہارے سامنے تھا اس کھلی ہوئی کتاب میں تمہیں کوئی نقص دکھائی نہیں دیا۔ اب جبکہ وہ دعوے کر چکا ہے وہ دنیا کا سب سے گندا انسان بن گیا یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ ابدی سچائیوں کے خلاف ہے۔ پس پہلے تم یا تو اس مضمون پر معاملہ طے کر لو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی میں تمہارے علماء نے اور ان لوگوں نے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت قریب سے دیکھا ہو اپنے ان کے اندر خوبی کے سوا کبھی کوئی برائی دیکھی۔ دیکھی ہو تو بتاؤ کہ کب بیان کی، کس کے سامنے بیان کی اور ان برائیوں کے باوجود اتنا عظیم الشان خراج عقیدت ان کو کیوں پیش کرتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وصال سے لیکر اب تک یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں مرزا غلام احمدؐ سے بڑھ کر کسی نے اسلام کی خدمت کی ہو تو لا کر دکھائے اور کوئی ایشیائی اسے مبالغہ نہ سمجھے۔ ہم ساری تاریخ اسلام پر نظر ڈال کر یہ بیان کر رہے ہیں کہ اسلام کی خدمت کرنے والا اور اسلام کا دفاع کرنے والا اس جیسا ۱۳۰۰ سالہ اسلامی تاریخ میں کوئی اور پیدا نہیں ہوا لیکن جب خدا اس وجود کو اس مٹی کو ایک منصب پر فائز کر دیتا ہے اور اس مٹی میں روح پھونک کر اس کو خلیفۃ اللہ بنا دیتا ہے تو یہ اقرار، یہ اعتراف کرنے والے، یہ عظیم خراج تحسین پیش کرنے والے اچانک اس میں ساری خرابیاں دیکھنے لگتے ہیں۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دفاع میں جو دلیل اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے یہ ایک دائمی ہمیشہ زندہ رہنے والی دلیل ہے۔ جب بھی کسی احمدی کے سامنے کوئی دوسرا غلطی خوردہ مولویوں کے بہکانے سے ایسی باتیں کرے تو وہ اُسے اس آیت کی طرف متوجہ کرے اور کہے کہ یہ مضمون تب زیر بحث آئے گا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زندگی میں تم نقص دکھاؤ گے اس وقت تک یہ مضمون خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق زیر بحث آ ہی نہیں سکتا۔ ہاں جو دعاوی ہیں، جو اعتقادی اختلافات ہیں، اُن پر بحث کرو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا، قرآن، اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا جو تصور پیش فرمایا ہے وہ قرآن اور سنت سے ہٹ کر ہے تو ہم جھوٹے اور تم سچے۔ پہلے ان بنیادی باتوں پر فیصلہ کر لو پھر یہ بحث آئے گی۔ پس وہی خلیفۃ اللہ کی باتیں ہی ہیں جو نظام میں بھی جاری و ساری ہوتی ہیں اور ہر ابتلاء کے وقت وہی ابتلاء پھر درپیش ہوتے ہیں اگرچہ ان کی سطح نیچے کی سطح ہوتی ہے۔ پس جب کسی شخص کا نفس کچلا جائے اور وہ نظام جماعت کے نمائندوں پہ اعتراض کرتا ہے تو اُن کا فرض ہے کہ اس کو منہ توڑ جواب دیں۔ اس کو کہیں کہ

تم اس سے پہلے کہاں تھے۔ تم باتیں وہ بیان کر رہے ہو جو سال، دو سال، چار سال، پانچ سال، دس سال پہلے کی باتیں ہیں تم ساتھ شامل رہے ہو تم نے پہلے کیوں ہمیں نہ بتایا۔ تم نے پہلے کیوں نظام جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ تم اس شخص کے ساتھ پہلے کیوں تعاون کیا کرتے تھے۔ پس یہ تمہاری انانیت ہے اور ہم خدا کے بندے ہیں اس لئے تم ہم پر غالب نہیں آسکتے۔ یہ باتیں ہم سے نہ کرو۔ یہ رویّہ اختیار کرنے کی بجائے جو لوگ ان کا ساتھ پن اختیار کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے کہ پھر وہ اُن جیسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر تم اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرو گے اور ان کے ساتھ گھلا ملا رکھو گے تو رفتہ رفتہ تم حزب الشیطان بنتے چلے جاؤ گے اور پھر یہ گروہ بنتے ہیں اور انانیت کا ایک دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پہلے اپنے نفس کی مخفی طاقتوں پر ناز کرنے کے نتیجہ میں یا اپنے نفس کی ان فضیلتوں پر نگاہ رکھنے کے نتیجہ میں جو اللہ ہی کی طرف سے ان کو عطا ہوئی تھی وہ خدا کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتے ہیں پھر اس کے نتیجہ میں گروہ بندی کرتے ہیں اور ان کا گروہ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ اُن کے سردار بننے لگتے ہیں اور یہ سارے مل کر (اپنی) اس گروہی طاقت کے برتے پر پھر خدا کے نمائندوں پر دوبارہ اور زیادہ طاقت سے حملے کرتے ہیں اس طرح نظام جماعت میں تفریق کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی کئی جماعتیں ہیں جن پر میری نظر ہے۔ بہت سی جگہ میں نے بہت کوشش کی۔ محنت کی اور سمجھایا اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہ لوگ سمجھ گئے اور جماعت کی بھاری تعداد چونکہ ان لوگوں سے منہ پھیر گئی اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہی، اس کی مؤید رہی اس لئے ان کی شیطانی طاقتیں اگر مر نہیں گئیں تو مٹ گئی ہیں۔ ذلیل اور رسوا ہو چکی ہیں اور رجیم بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تک یہ رجیم طاقتیں کسی جماعت میں رہیں گی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے غلبہ نصیب رہے گا۔ جب یہ رجیم طاقتیں بہت سے بندوں پر اثر انداز ہو جائیں اور جماعت کے ایک حصہ کو لپیٹ لیں تو وہاں خدا کے بندے تھوڑے رہ جاتے ہیں اور شیطان کے بندے بڑھ جاتے ہیں۔ پس ان عادتوں کو اور ان لوگوں کو خوب اچھی طرح پہچانیں۔

تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آزمائش کے مقام پر ثابت قدم رہیں

اور جب آزمائش کے مقام آئیں اور آپ کی عزت اور انا کچلی ہوئی دکھائی دے، جب کسی جماعتی فیصلہ کے نتیجہ میں آپ زخمی ہو جائیں اور آپ منہ چھپاتے پھریں کہ دنیا ہمیں کیا سمجھے گی ہم تو اتنے بڑے بن کر جماعت میں ابھر رہے تھے اور آج ہمیں رسوا کر دیا گیا ہے۔ آج ہم سے چندے لینے بند کر دیئے گئے ہیں۔ آج ہمارے خلاف یہ اقدام کر دیا گیا ہے تو ہم کیا منہ دکھائیں گے۔ پس وہ منہ دکھانے کے بدلے پھر اپنا گروہ تیار کرتے ہیں جماعت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اپنے حق میں باتیں کرتے ہیں۔ اور آغاز میں خلیفۂ وقت پر حملہ نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اس بیچارے کو کیا پتہ۔ وہ دور بیٹھا ہوا ہے۔ یہ شیطان ہیں جنہوں نے جھوٹی باتیں پہنچائیں اور ان کی باتوں میں آکر یہ فیصلے ہو گئے اور اس طرح رفتہ رفتہ مقامی سطح پر دو گروہ بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو گروہ نظام جماعت کی تائید میں ہیں ضروری نہیں کہ ان میں جماعت کے سارے شامل افراد پوری طرح محفوظ مقام پر ہوں۔ ان میں سے بھی بعض تائید کرتے ہیں مگر جتھہ بندی کی خاطر اور اسلام کے نتیجہ میں نہیں چنانچہ ایسے لوگ بھی بعض دفعہ دوسری صورت میں آزمائے جاتے ہیں۔ جہاد کرنا اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے جب تک جہاد خدا کی خاطر نہ ہو۔ پس خدا کے بندے وہی ہیں جو نظام جماعت کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی تعلقات، دوستیوں، اپنے رشتوں سب چیزوں کو بھلا کر اور محض خدا کے بندے ہو کر وہ ہمیشہ خدا کی جماعت کے نظام کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے موقعہ پر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ فلاں کو نیچا دکھا دیا گیا۔ فلاں گر گیا اور پھر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھو وہ گندا تھا اس لئے نکال دیا گیا۔ ہم پہلے ہی سمجھا کرتے تھے۔ کہ ہمارا مخالف تھا اور ان کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے پھر خدا تعالیٰ بعض دفعہ عجیب سامان کرتا ہے۔ ایک جماعت کے ایک شخص کے متعلق مجھے فیصلہ کرنا پڑا کہ اس کو امارت کے عہدہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس لئے نہیں کہ وہ نعوذ باللہ میرے نزدیک گندا تھا بلکہ ایک ایسی غلطی کی تھی جو امیر کو زیب نہیں دیتی اور یہ اس نصیحت کی خاطر تھا کہ جماعت کو سمجھ آجائے کہ یہ غلطی قابل قبول نہیں ہے اور جتنے بڑے مرتبہ پر کوئی ہو اُتنی ہی وہ غلطی نمایاں ہو جایا کرتی ہے جس کا اثر جماعت پر پڑتا ہو، وہ مجبوراً نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ انفرادی غلطیاں لوگوں میں ہزار ہوتی ہیں جن کی خدا پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن وہ فحشاء سے تعلق نہیں رکھتیں۔ ان کا نظام جماعت سے تعلق نہیں ہوتا مگر ایسی غلطی جس سے نظام کی بے حرمتی ہو اور کوئی امیر ہوتے ہوئے نظام سے باہر قدم رکھے اور خلافت کے جو احکامات ہیں اُن سے کھلم کھلا روگردانی کرے تو خواہ وہ کسی بناء پر ہو، غفلت یا لاعلمی کی بناء پر ہو جب یہ چیز ابھر کر جماعت کے سامنے آجائے تو اس کا احترام قائم کرنے کے لئے بعض دفعہ ان لوگوں کو ہٹانا پڑتا ہے۔ ویسے اُن سے کوئی ناراضگی نہیں تھی۔ میں جانتا ہوں کہ وہ نیک مخلص عاجز بندے ہیں لیکن ایک جگہ ٹھوکر کھا گئے اور میرے ذہن میں یہی تھا کہ کچھ عرصہ تک ان کو الگ رکھنا ہی ان کے اپنے مفاد میں ہے اور جماعت کے مفاد میں ہے۔ وہاں سے بعض خط آنے شروع ہو گئے کہ "واقعۃً ثابت ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اس شخص میں یہ یہ باتیں تھیں۔ یہ یہ باتیں تھیں۔ مرے کو مارے شاہ مدار۔ اس بیچارے کو گرا ہوا دیکھ کر اس پر ایسے ایسے حملے شروع کر دیئے کہ ان خطوں کو پڑھ کر ایسا میرا ردّعمل ہوتا تھا جیسے طبیعت میں اُلٹی آتی ہے۔ اپنی طرف سے مجھے داد دے رہے ہیں۔ مجھے ایسی دادوں کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ مجھے خدا نے مقرر فرمایا ہے۔ مجھے کسی انسان کی داد کی ضرورت نہیں۔ ایسی دادوں سے کراہت محسوس ہوتی ہے طبیعت متلانے لگتی ہے۔ ایک فیصلہ میں نے بڑے دکھ سے کیا ہے۔ بڑی مجبوری کی حالت میں کیا ہے اور تم اس پر مجھے دادیں دے رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ دیکھا ہم جیت گئے اور ایک صاحبہ نے لکھا کہ دیکھا میری فلاں فلاں خواب پوری ہو گئی۔ میں نے اس شخص کی رعونت کے متعلق یہ خواب دیکھی تھی اور اس طرح خدا نے اُلٹایا اور آج میں یقین کرتی ہوں کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور انہی میں سے ایک سے ایک ایسی غلطی ہوئی کہ میں نے اس کو بھی چند دن کے اندر اندر اپنے عہدہ سے ہٹا دیا۔ اب خلافت کا وہ سارا بھرم کہاں گیا؟ کیا وہ یہ سوچتا ہے کہ میں خلیفۃ اللہ نہیں رہا۔ پس یہ جاہلانہ اور چھوٹی اور کمینی باتیں ہیں۔ نظام جماعت کے متعلق جب خلیفۃ اللہ کوئی فیصلہ کرتا ہے خواہ وہ براہ راست خلیفۃ اللہ ہو یا خلیفۃ اللہ کا ادنیٰ غلام ہو اور اس حیثیت سے خلیفہ ہو تو وہ نفس کے کسی جذبہ سے مرعوب ہو کر نہیں کرتا۔ اس کے اندر کبھی کوئی تعلّی پیدا نہیں ہوتی کہ یوں مارا اور یوں اُلٹایا بلکہ اور زیادہ استغفار کرتا ہے اور زیادہ خدا کی راہ میں جھکتا ہے اور خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے خدا! میں بھی تو قابل نہیں ہوں۔ میں یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوں تو مالک ہے اس لئے تو اس سے زیادہ رحم کا سلوک فرما رہا ہے لیکن مجھے اختیار نہیں ہے اگر مجھے بخشش کا اختیار ہوتا تو میں ضرور بخشش کرتا۔

تیری خاطر مجبور ہوں اس حالت میں وہ قدم اُٹھاتا ہے اور وہاں جماعت میں تفسیل سے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اب ہم نے اُلٹا دیا۔ ہم نے رپورٹ کی تھی ہمارے کہنے پر وہ مارا گیا اور دوسرا کہتا ہے کہ دیکھو! اب وہ بھی مارا گیا اور ہم نے یہ کوشش کی تھی۔ یہ انسانیت کی باتیں نہیں ہیں۔ مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ گری ہوئی گھٹیا باتیں ہیں جن کا اس مٹی سے تعلق نہیں ہے جس مٹی سے آدم کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس مٹی سے کوئی تعلق نہیں جس کا معراج محمد رسول اللہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ پس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام بن کر زندگی گزارنی ہے

تو پھر سارے نظام اچھے ہیں خواہ وہ ذیلی نظام ہوں یا بنیادی نظام ہوں جماعت کی جتنی بھی تنظیمیں ہیں اُن کو برکت دی جائے گی۔ جہاں آپ کے انانیت کے جھگڑے شروع ہو جائیں گے جہاں کسی عہدہ سے ہٹنا یا کسی منصب سے معزولی آپ کو ابتلاء میں پھینک دے گی اور آپ اس امتحان میں نامراد و ناکام ٹھہریں گے وہیں سے آپ کا اللہ کے نظام سے اس نظام سے تعلق کاٹا جائے گا جو خدا نے اپنے دو ہاتھوں سے پیدا فرمایا ہے۔

پہچان کے طور پر ایک آخری بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کو کوئی صدمہ پہنچتا ہے اس کے سامنے دو تین قسم کے لائحہ عمل ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایسا لائحہ عمل اختیار کرتا ہے کہ بظاہر وہ دنیا کی نظر میں ذلیل رہتا ہے مگر ایسی بات کوئی نہیں کرتا جس سے نظام کی تخفیف ہو اور نظام کو ٹھوکر لگے یا کچھ لوگ جو پہلے زیادہ مطیع تھے اب کم مطیع ہو جائیں تو ایسا شخص خدا کا بندہ ہے اللہ عزوجل اس کی دلجوئی فرمائے گا اور اگر اصلاح کی خاطر نہیں بلکہ غلطی سے بھی اگر اس کے خلاف قدم اُٹھایا گیا ہے تو اللہ خود اس کی اصلاح فرما دے گا اور اس کو بہت درجات عطا فرمائے گا مگر ایسا شخص جب ایسا فیصلہ کرتا ہے کہ لوگوں کے دل جیتنے کے لئے اور ان کے سامنے اپنی عزت کو بحال کرنے کے لئے وہ اُن سے اپنے شکوے شروع کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں وہ پہلے سے کم مطیع ہو جائیں گے وہ جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں اُن کے اسلام کو خطرہ ہے اور یہ ٹھوکر کھا بیٹھیں گے تو وہ شخص، خدا کا بندہ نہیں کہلا سکتا۔ وہ اس مقام پر ہار گیا اور نامراد ٹھہرا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو ایک آیت کی تشریح میں بیان فرمایا ہے جس کا تعلق حضرت داؤد اور حضرت سلیمان سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں (ایک لمبی حدیث ہے اس کا میں وہ حصہ پڑھتا ہوں جس کا اس سے گہرا تعلق ہے) کہ دو عورتیں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی گود میں اس کا بیٹا تھا بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک لڑکے کو اچک کر بھاگ گیا ساتھی عورت نے اسکو بتایا کہ تمہارے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا ہے اس عورت نے کہا کہ نہیں میرے لڑکے کو نہیں تمہارے لڑکے کو لے گیا ہے اور یہ بچہ ہی میرا ہے یہ بحث کرتی ہوئیں وہ حضرت داؤد کے دربار میں پہنچیں اور حضرت داؤد نے ان میں سے جو بڑی تھی اس کو وہ بیٹا دلوا دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا تھا اس چھوٹی کا نہیں تھا وہ فریاد کرتے ہوئے حضرت سلیمان کے دربار میں پہنچی آپ نے جب ان دونوں عورتوں کو حاضر کیا اُن کے بیان سنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انہیں واقعہ بتایا انہوں نے کہا چھری لاؤ میں برابر ٹکڑے کر کے اس بچے کو دونوں میں تقسیم کر دیتا ہوں آدھا وہ لے لے آدھا وہ لے لے۔ چھوٹی عورت جس کا وہ بچہ تھا اس نے اذیت سے بے چین ہو کر بے اختیار پکار کر کہا کہ نہیں نہیں یہ اس کا بچہ ہے میں چھوڑتی ہوں اس کو دے دیں اس بچے پر چھری نہ چلائیں اُسے بچہ عزیز تھا اس کا بیٹا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت وہ بچہ پکڑا اور اس کو پکڑا دیا کہ میں یہی تو پہچاننا چاہتا تھا کہ اصلی ماں کونسی ہے اور جھوٹی ماں کونسی ہے۔

پس نظامِ جماعت سے اگر آپ کو زیادہ محبت ہے اور اپنی ذات اور اپنی انا سے زیادہ محبت نہیں تو ہر ایسے ابتلاء کے موقع پر آپ ہمیشہ نظام جماعت کی حفاظت میں اپنی جان اپنی عزت اپنی آن ہر چیز کو قربان کر دیں گے لیکن کبھی ایسا کلام نہیں کریں گے، کبھی ایسا طرزِ تکلم نہیں اختیار کریں گے خواہ ظاہری طور پر کہیں یا نہ کہیں یا اپنی حرکات و سکنات سے ایسا اثر نہیں ڈالیں گے کہ آپ نظام کے مارے ہوئے مظلوم ہیں تو سچے مگر جھوٹوں کا شکار ہو گئے ہیں جس کے نتیجہ میں لوگ نظام سے متنفر ہو جائیں اور نظام کا رعب اور جماعتیں دو نیم ہو جائیں۔ پس پیشتر اس سے کہ جماعتیں دو نیم ہوں ان کے فعلوں کی وجہ سے وہ یہ زیادہ پسند کریں کہ ان کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں مگر نظامِ جماعت پر آنچ نہ آئے۔ یہ سچے مومن بندے ہیں یہ ہیں جو مسلم ہیں جن کے اسلام کی خدا گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نظامِ جماعت کی حفاظت فرمائے اور ہمیشہ جماعت کو خدا کے بندے بنا کر زندہ رکھے شیطان کے بندے بننے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لنڈن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ادارہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲ر جولائی ۱۹۹۳ء بمقام اوسلو (ناروے)

تمام ذیلی مجالس عربی سکھانے کے متعلق تفصیلی منصوبے بنائیں

منصوبے بنانے کے بعد مجھے اطلاع دیں کہ ہم نے منصوبے بنا بھی لئے اور اس حد تک جاری بھی کر دئے

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج دنیا بھر میں بہت سی جماعتی تقریبات کا آغاز ہو رہا ہے ناروے میں تینوں ذیلی مجالس کے اجتماعات ہیں اسی طرح گوئٹے مالا میں مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہفتے کے روز شروع ہو رہا ہے۔ لجنہ اماء اللہ جرمنی کا پندرہواں سالانہ اجتماع کل بروز ہفتہ شروع ہو رہا ہے اسی طرح جماعت احمدیہ کینیڈا کا سترہواں جلسہ سالانہ آج یعنی ۲ر جولائی کو جمعے کے دن شروع ہو رہا ہے۔ ان سب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ آج کے جمعہ میں انہیں بھی مخاطب کر کے پیغام دیا جائے۔ حضور نے فرمایا یہ تمام ممالک مغربی ممالک کے دائرہ میں ہیں اس لئے ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں چند نصیحتیں آپ کی خدمت میں کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا بسا اوقات مجھے احمدی بچوں اور نوجوانوں کے خطوط ملتے ہیں کہ عالمی مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ہمارے جو رابطے ہوئے ہیں اس سے ہم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی کا رجحان بڑھ رہا ہے لیکن آپ کی اردو بہت مشکل ہے۔ حضور نے فرمایا جہاں تک اردو کا تعلق ہے اردو جو بول چال کی ہوا کرتی ہے وہی میری اُردو ہے اور اس میں مجھے بعض دفعہ مشکل مطالب کو سمجھانے کے لئے جو لفظ سامنے آئیں اُنہی کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ الفاظ تحریر کے وقت تو موقع دے دیا کرتے ہیں کہ اپنی مرضی سے انسان انتخاب کر لے لیکن تقریر میں اس کیلئے موقع کم ہوتا ہے خصوصاً ایسے مقرر کے لئے جس نے بار بار لوگوں کو مخاطب کرنا ہو اور اس کے پاس پہلے سے تیاری کے لئے وقت کم ہو۔

حضور اقدس نے فرمایا مذہبی زبانوں میں یعنی وہ زبانیں جو مذہبی مقاصد کیلئے استعمال ہوتی ہیں اُن میں سب سے زیادہ اونچا مقام عربی کا ہے۔ خوش نصیبی سے عربی کا ہر زبان سے ایک تعلق بھی ہے اور وہ تعلق ماں اور بچوں کا تعلق ہے چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "مِنَنُ الرحمٰن" میں ثابت فرمایا ہے کہ عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ عربی زبان نہ صرف پہلی زبان ہے بلکہ الہامی زبان ہے۔ آپ نے وہ ۱۲۰۵ اصول بیان فرمائے جن سے باقی زبانوں کا عربی سے تعلق ثابت ہوتا ہے۔ پس عربی زبان کو ایک اولیت حاصل ہے اور کوئی دنیا کی زبان اس اولیت کو عربی سے چھین نہیں سکتی اور جوں جوں اسلام پھیلے گا عربی دانی کی مزید ضرورت پیش آتی چلی جائے گی جہاں جہاں احمدیت اسلام کا پیغام لے کر پہنچے گی وہاں قرآن سکھانے کا انتظام بھی ہوگا۔

باقی صفحہ ۱۱ پر

قسط نمبر (۲)

قرآن مجید کی صداقتیں

جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں

از محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب سابق صدر شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی و امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش

خلائی سفر

آگے چل کر سورۃ الرحمٰن میں توازن میں سے نکلنے کا ذکر ہے۔ یہ ذکر آتا ہے کہ ایک زمانہ میں دو زبردست طاقتیں ظاہر ہوں گی جن کے لئے قرآن مجید نے ثقلان کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو زمین و آسمان کے اطراف سے نکلنے کی کوشش کریں گی قرآن مجید فرماتا ہے:—

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ٥

(الرحمٰن آیت ۳۴)

یعنی: اے جن و انس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو، تم نکل کر دکھاؤ تم سلطان کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔

قرآن مجید نے جنّ اور انس فرمایا ہے یعنی ایک طاقت امپیریلزم کی حامی ہوگی اور دوسری طاقت عوامی نظام کی حامی ہوگی۔ یہی وہ قوتیں ہیں جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یاجوج اور ماجوج کے صفاتی نام سے یاد فرمایا ہے اس آیت قرآنی میں کئی الفاظ قابل غور ہیں ایک لفظ اقطار ہے جو قطر کی جمع ہے جس کے معنی ہیں گول کروں کا دل یعنی موٹائی جیسے ہماری زمین کا قطر (RADIUS) آٹھ ہزار میل اور محیط (CIRCUMFERENCE) پچیس ہزار میل ہے۔ دوسرا لفظ نفوذ ہے جس کا مطلب ہے ایک چیز کی کشش سے نکل کر دوسری چیز کی کشش میں کھنچے چلے جانا۔ ایک لفظ سلطان ہے جس کے معنے زبردست طاقت انتہائی تیزی اور پوری قدرت کے ہیں۔ یہ لفظ بہت ہی غور کے قابل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان ایک کرّے سے نکل کر دوسرے کرّے میں نہ جا سکینگے۔ مگر سلطان کے ذریعہ یہ لفظ استعمال کر کے قرآن مجید کائنات عالم کے ایک کرّے سے نکل کر دوسرے کرّے میں جانے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے لیکن لفظ سلطان سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تک تمام ضروری شرائط اور قوانین کو دریافت کر کے خلائی سائنس پر پوری قدرت اور طاقت کے ساتھ حاوی نہ ہونگے جب تک اس مہم میں کامیابی نہ ہو سکے گی"۔

(خلائی سفر اور تسخیر قمر از محترم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بدر $\frac{۱۷}{۱۹۷۰}$ ۲۴، ۱۷)

نیوٹن نے قوت کشش کے بارے میں جو قانون دریافت کیا تھا۔ اس کے ذریعہ سے حساب کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ زمین کے حدود سے چھلانگ کر نکل جانے کے لئے کتنی طاقت کی ضرورت ہے۔ چاند سے نکلنے کے لئے کتنی طاقت کی ضرورت ہے۔ وغیرہ۔ کسی کرّے سے نکلنے کے لئے کم سے کم جو رفتار کی ضرورت ہے۔ اسے VELOCITY OF ESCAPE کہتے ہیں۔ حسابات بتلاتے ہیں کہ زمین کی کشش سے نکلنے کے لئے ۱۱ کلو میٹر فی سیکنڈ یعنی تخمیناً چالیس ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس سے کم طاقت مہیّا کریں تو زمین کی کشش سے آزاد نہ ہو سکینگے۔ ہماری زمین ۳۰ کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ اگر ۳۰ کی بجائے ۴۳ کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار ہو جائے تو وہ نظام شمسی سے نکل جائے۔

کائنات میں بعض اجرام اس قدر ثقیل ہیں کہ وہاں پر VELOCITY OF ESCAPE روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا وہاں سے روشنی بھی نکل نہیں سکتی۔ اس وجہ سے ہم اُن کو دیکھ نہیں سکتے۔ یہ اجرام BLACK HOLES کہلاتے ہیں الغرض موجودہ زمانہ کی سائنس نے قرآن مجید میں مذکور صداقت لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ کی تصدیق کر دی ہے۔ اور تفصیل بتلائی ہے۔

چودہ سو سال پہلے تو عرب سے چین تک جانا ہی بڑا دشوار تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ کہ علم سیکھو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے۔ ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مختلف کرّوں سے نکل جانے کا بھی قرآن مجید میں ذکر فرما دیا ہے جو ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بن رہا ہے۔ الحمدُللّٰہ

خلائی سفر اور انسان کا چاند تک جانا بیسویں صدی کے اہم واقعات ہیں جو ارتقائے سائنس کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں سورہ یٰسٓ میں سورج اور چاند کے فلک میں گھومنے کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک نئی سواری پیدا کرنے والا ہے جو اسوقت لوگ نہیں جانتے قرآن مجید فرماتا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ٥ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ٥

(یٰسٓ آیت ۴۲:۴۳)

یعنی "اور ان کے لئے یہ بھی نشان ہے کہ ہم ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتیوں میں اُٹھائے پھرتے ہیں اور ہم ان کے لئے اس قسم کی اور چیزیں) بھی پیدا کریں گے۔ جنکو وہ سواری کے کام میں لائینگے"

(۳۶: ۴۲،۴۳)

قرآن مجید میں یہاں پر سورج اور چاند کے فلک میں چلنے کے ذکر کے بعد ایک نئی جہاز جیسی سواری کا ذکر فرمانا جس میں انسان نے مستقبل میں آسمان میں گھومنا تھا۔ بہت ایمان افروز ہے۔ موجودہ زمانے کے ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں کے ذریعہ قرآن مجید کی اس عظیم صداقت کی سائنس نے تصدیق کر دی ہے سورہ انشقاق میں بھی آسمانی بلندیوں کی طرف لے جانے والی سواریوں کا ذکر ہے۔ وہاں فرمایا

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

(الانشقاق آیت ۲۰)

یعنی تم سوار ہوکر مختلف طبقات سے گذرتے ہوئے اوپر اٹھو گے۔ یہاں پر واضح طور پر خلائی جہازوں کا ذکر ہے کیونکہ قرآن مجید میں آسمانی بلندیوں کو سمٰوٰت طباقًا کہا گیا ہے (سورہ نوح آیت ۱۶) اور یہاں طبقًا عن طبق کے الفاظ آئے ہیں۔ سو اس آیت میں ایسی سواریوں کا ذکر ہے جن میں بیٹھ کر انسان طبقات سماوی میں ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف پرواز کرے گا۔

چاند زمین سے ۴ لاکھ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء کو انسان چاند تک پہنچ گیا اور وہاں اپنے قدم رکھا اور قرآن پاک کی یہ صداقت بھی واضح طور پر سائنس کے ذریعہ آشکار ہو گئی کہ

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ٥

(الانشقاق آیت ۴)

یعنی ایک زمانہ آئے گا جب زمین پھیلا دی جائے گی۔

(۸۴:۴)

فلک کی حقیقت

تاروں کے درمیان جو فضا ہے اِس کے متعلق بھی قرآن پاک نے

نہایت گراں قدر روشنی ڈالی ہے فرماتا ہے

کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ○
(یٰسٓ آیت ۴۱)
(انبیاء آیت ۳۴)

یعنی "سب فلک میں تیر رہے ہیں"
(۳۶:۴۱ ، ۲۱ : ۳۴)

یسبحون یعنی تیر رہے ہیں کے الفاظ بتاتے ہیں کہ فلک کثیف نہیں۔ بلکہ لطیف قسم کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فلک کی حقیقت پر بڑی روشنی ڈالی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں

"......قرآن کریم نہ آسمانوں کو یونانی حکماء کی طرح طبقات کثیفہ ٹھہراتا ہے اور نہ بعض نادانوں کے خیال کے موافق نرا پول جس میں کچھ بھی نہیں.........
سماوی وجود کو خدا تعالیٰ نے نہایت لطیف قرار دیا ہے چنانچہ اس کی تصریح میں یہ اشارہ کر رہی ہے۔ کہ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنی ہر ایک ستارہ اپنے اپنے آسمان میں جو اس کا مبلغ دور ہے تیر رہا ہے ....
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۴۲)

ستاروں کے درمیان کیا فضا ہے ہم انیسویں صدی تک نہیں جانتے تھے۔ گو یہ مفروضہ تھا کہ کوئی لطیف چیز ہوگی جس کو ایتھر ETHER کا نام دیا گیا تھا۔ بعد میں تجربے کئے گئے کہ معلوم کریں کہ کس رفتار سے ہماری زمین ایتھر کی نسبت حرکت کر رہی ہے۔ لیکن ایتھر کا کوئی وجود ثابت نہیں ہوا۔ لیکن ان تجربوں سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کے نتیجہ میں آئن سٹائن (EINSTEIN) کی خاص نظریہ اضافیت (SPECIAL THEORY OF RELATIVITY) نے جنم لیا۔

بیسویں صدی میں تاروں کے SPECTRA کے گہرے مطالعے سے ہمیں پتہ چلا کہ تاروں کے درمیان لطیف قسم کی گیس GAS موجود ہے اور آسمان نرا پول نہیں ہے۔ اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں جاکر پتہ چلا کہ ریڈیو کی شعاعیں (RADIO RADIATION) جن کی حرارت 3°K (تین ڈگری کیلون KELVIN) ہے وہ ساری فضا میں موجود ہے اس نہایت ہی لطیف عنصر کا مطالعہ کر کے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہماری زمین فضا میں کس رفتار سے چل رہی ہے۔

غرض قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے جو فرمایا تھا کہ کل فی فلک یسبحون اس کی تصدیق بیسویں صدی کی سائنس نے کر دی ہے۔

آسمانوں کی رفعت

قرآن مجید نے آسمانوں کی رفعت کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی ہے۔ جیساکہ فرمایا

اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا
(الرعد آیت ۳)

یعنی "اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا ہے بغیر ایسے ستونوں کے جن کو تم دیکھ سکو" (۱۳:۳)

وَالسَّمَآءَ رَفَعَھَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ○
(الرحمٰن آیت ۸)

یعنی "اور آسمان کو اس نے اونچا کیا ہے اور توازن کا اصول مقرر کر دیا ہے"
(۵۵:۸)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰھَا ○ رَفَعَ سَمْکَھَا فَسَوّٰھَا
(النازعات آیت ۲۸-۲۹)

یعنی (سوچو تو سہی) کیا تمہیں (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کو (پیدا کرنا) جسے اُس (خدا) نے اُسے بنایا ہے (اور) اس کی بلندی کو اونچا کیا ہے۔ پھر اُسے بے عیب بنایا ہے
(۷۹:۲۸، ۲۹)

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ○
(الغاشیۃ آیت ۱۸، ۱۹)

یعنی کیا وہ بادلوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کئے گئے ہیں اور آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے
(۸۸:۱۸، ۱۹)

موجودہ زمانہ کی سائنس کے انکشافات آسمانی رفعتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور ہمیں تفاصیل بتلاتے ہیں۔ ۱۸۳۸ء سے قبل ہمیں ایک تارے کے فاصلے کا بھی علم نہیں تھا۔ ۱۸۳۸ء میں پہلے تارے کا فاصلہ F.W. BESSEL نے معلوم کیا۔ یہ تارا 61 CYGNI کہلاتا ہے اس کا فاصلہ دس نوری سال نکلا۔ یعنی روشنی جو تین لاکھ کلو میٹر ایک سیکنڈ میں طے کر دیتی ہے اس کو وہاں سے ہم تک پہنچنے کے لئے دس سال لگتے ہیں۔ سورج ہم سے پندرہ کروڑ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ لہذا یہ تارا سورج سے کوئی دس لاکھ گنا زیادہ دور ہے دوسرے تارے تو اس سے بھی بہت زیادہ دُور ہیں۔ ہماری کہکشاں میں کوئی ڈھائی سو ارب تارے گھوم رہے ہیں۔ جن میں سے ایک ہمارا سورج ہے۔ ۱۹۲۰ء کے بعد بڑی بحث چل رہی تھی کہ کیا ہماری کہکشاں ہی ساری کائنات ہے۔ اب ہم جانتے ہیں کہ کہکشاں (GALAXIES) کی تعداد بھی اربوں میں ہے۔ اب بڑے بڑے دُوربینوں کے ذریعہ ہمارے مشاہدات اتنی دور تک پہنچے ہوئے ہیں۔ جہاں سے روشنی کو ہم تک پہنچنے کے لئے اربوں سال لگ جاتے ہیں اور ہم یہ تحقیق کر رہے ہیں کہ ابتداء میں کائنات کیسی تھی؟

قرآن مجید کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت بھی موجودہ زمانہ میں آشکار ہو گئی ہے کہ

وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ
(التکویر آیت ۱۲)

یعنی "ایک زمانہ آئے گا جب کہ آسمان کی کھال اُتاری جائے گی۔ یعنی علم ہیئت میں غیر معمولی ترقی ہوگی"
(۸۱:۱۲)

قرآن مجید میں کئی جگہ سات آسمانوں کا ذکر آتا ہے۔ عربی زبان میں سات کا لفظ عدد سات کے علاوہ کثرت اور تکمیل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیساکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اگر سات سمندر بھی روشنائی بن جائیں تو میرے رب کی باتیں ختم نہیں ہونگی۔
(۳۱:۲۸)

قرآن مجید میں سات زمینوں کا بھی ذکر ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ ط
(الطلاق آیت ۱۳)

یعنی اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے ہیں اور زمین بھی آسمانوں کے عدد کے موافق پیدا کی ہیں۔

ڈاکٹر MAURICE BUCAILLE اپنی کتاب THE BIBLE, THE QURAN AND SCIENCE میں تحریر کرتے ہیں کہ اس آیت سے یہ استنباط کرنا ممکن ہے کہ ہماری زمین کی طرح اور زمین کائنات میں موجود ہیں جن کی سائنس نے اب تک تصدیق نہیں کی ہے (صفحہ ۱۹۱)
(باقی)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ

اور بالآخر یہ ہو کر رہے گا عربی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان بن کر رہے گی۔ حضور نے فرمایا میری پہلی نصیحت مغربی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو خصوصاً اور باقی احمدیوں کو بھی یہی ہے کہ عربی زبان کی طرف توجہ کریں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا عربی زبان سکھانے کے متعلق تمام ذیلی تنظیمیں تفصیلی منصوبے بنائیں اور اپنے منصوبوں کو بنانے کے بعد مجھے یہ اطلاع دیں کہ ہم نے منصوبے بنا بھی لئے ہیں اور اس حد تک جاری بھی کر دئے ہیں پھر حسب توفیق اس کام کو بڑھاتے چلے جائیں اور کسی منزل پر چھوڑنا نہیں۔

حضور نے فرمایا دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ آپ اُردو کی طرف توجہ کریں۔ الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تحریرات اُردو میں ہیں۔ جب تک آپ اُردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی پُر معرفت کتب میں بیان فرمودہ نکات رُوحانیت سے صحیح معنوں میں آشنا نہیں ہو سکتے کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو کہ حضور کی اپنی تحریرات کو پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا تیسرے نمبر پر ہر ملک کی اپنی زبان ہے اس سلسلہ میں میری نصیحت ہے کہ ہر ملک میں رہنے والے احمدی اپنی اپنی ملکی زبان میں اسقدر مہارت حاصل کریں کہ وہ اس زبان کے استاد بن جائیں اللہ کے فضل سے بعض ممالک میں احمدی بچوں نے اس سلسلہ میں بہت اچھے نمونے قائم کئے ہیں۔ پس میری نصیحت یہ ہے کہ اسلام کے غلبہ کے دن نزدیک تر ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ آج جو لاکھوں میں سالانہ بیعتیں ہو رہی ہیں کل وہ کروڑوں تک پہنچ جائیں اس لئے صحیح طور پر زبانوں کے سیکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اُذکُرُوا مَوتَاکُم بِالخَیر

مکرم سید غلام ہادی صاحب معلّم وقفِ جدید وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

سلسلہ احمدیہ کے ایک بے لوث خادمِ دین مکرم غلام ہادی صاحب زندہ مورخہ ۵؍۵؍۹۳ء بروز جمعۃ المبارک بعمر تقریباً ۶۰ سال خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے رب کریم کے حضور حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ خدمت دین کا جذبہ بہت زیادہ اپنے اندر رکھتے تھے ایک طویل عرصہ سے مرحوم بحیثیت معلّم وقفِ جدید خدمتِ دین کا مقدس فریضہ بجالاتے رہے بلکہ تادمِ مرگ خدمتِ دین ہی کرتے رہے مرحوم کے والد بزرگوار مولوی سید صمصام الدین علی صاحب مرحوم بھی اپنی گوناگوں درخشندہ صفاتِ عالیہ کی وجہ سے صوبہ اُڑیسہ کے معروف وممتاز احمدیوں میں شمار ہوتے تھے۔ مرحوم مولوی صمصام الدین صاحب اُڑیہ زبان کے ایک مشہور شاعر تھے جن کی نظمیں آج بھی جلسوں اور اجتماعات میں سُنائی جاتی ہیں۔ غلام ہادی صاحب مرحوم نے اپنے والد کے ان کمالات کو ورثہ میں حاصل کیا تھا یہی وجہ تھی کہ صوبہ اُڑیسہ کے خاص کر اُن علاقوں کے احمدی مستورات جہاں پر کہ اُردو کا رواج کم ہے مرحوم غلام ہادی صاحب سے کافی اُنسیت اور لگاؤ رکھتے تھے

مرحوم کی نمازِ جنازہ میں صوبہ اُڑیسہ کے اکثر احباب شریک ہوئے۔ سونگھڑہ کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک سوگوار بیوہ کے علاوہ چار بچے چھوڑے ہیں۔ سوائے ایک کے باقی شادی شدہ ہیں۔ مرحوم کا ایک بیٹا عزیز مولوی سید فضل باری صاحب مبلغ سلسلہ ہیں۔

مرحوم غلام ہادی صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ مولوی سید اختر الدین صاحب رض صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اپنے مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کا حامی وناصر ہو اور اُنہیں مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار: سید انوار الدین احمد ایم اے بی ایڈ
سیکرٹری تبلیغ جماعتِ احمدیہ سونگھڑہ اڑیسہ

شکریۂ احباب

میرے شوہر مکرم مولوی سید غلام ہادی صاحب مرحوم معلم وقفِ جدید کی وفات پر بہت سے احبابِ جماعت (بہن بھائیوں) نے خطوط کے ذریعہ ہم سے اظہار ہمدردی کیا ہے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ میرے خاوند مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین

(خاکسار: سیدہ محمودہ خاتون محی الدین پور سونگھڑا)

سانحۂ ارتحال اور درخواستِ دُعا

جماعتِ احمدیہ کوڈالی (کیرلہ) کے ایک ہونہار مخلص اور خدمت گزار ۲۱ سالہ نوجوان عزیزم فداس احمد صاحب مسجد احمدیہ کوڈالی میں ایک چور کو پکڑتے ہوئے اس کی چاقو زنی سے زخمی ہو کر جاں بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ ۷؍جون ۹۳ء بروز پیر رات کے ساڑھے گیارہ بجے جبکہ موسلادھار بارش ہو رہی تھی اور گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا عزیزم مرحوم اپنے دو نوجوان ساتھیوں کے ساتھ مسجد احمدیہ کے قریب بس سے اُترے تو انہوں نے محسوس کیا کہ مسجد کے اندر کوئی چور گھسا ہوا ہے۔ مسجد سے اس سے قبل بھی دو دفعہ چوری ہو گئی تھی ان تینوں نے چور کو پکڑنا چاہا جس پر وہ اپنے چاقو سے تینوں کو زخمی کر کے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ عزیزم فداس کے سینہ میں گہرا زخم لگ گیا باقی دونوں زخمیوں نے قریب کے احمدی گھرانے میں اطلاع دی اس کے بعد تینوں کو فوراً کینا نور جنرل ہسپتال میں لے جایا گیا راستہ میں عزیزم فداس احمد نے یہ کہتے ہوئے دم توڑ دیا کہ سب کو میرا اسلام کہدو۔

عزیزم کی وفات پر شدید دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے کوڈالی بازار سارا دن بند رہا۔ مختلف مذاہب کے ہزاروں لوگ مرحوم کے گھر کے سامنے جمع ہوتے رہے۔

یہ اندوہناک خبر سُن کر دُور ونزدیک کی جماعتوں سے سینکڑوں احباب تشریف لائے مختلف سیاسی پارٹیوں کے سربراہ بھی موجود تھے۔ ۸؍جون کو شام کے ساڑھے چھ بجے کے قریب خاکسار نے کثیر احباب سمیت نمازِ جنازہ پڑھائی بعد جنازہ احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

مرحوم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور والدین کو نعم البدل سے نوازے اور تمام خاندان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی دو زخمی نوجوانوں میں سے ایک احمدی نوجوان عزیزم ابراہیم کی حالت تشویشناک ہونے کے باعث انہیں کالیکٹ میڈیکل کالج میں داخل کرایا گیا جہاں اب حالت خطرہ سے باہر ہے۔ دوسرا ایک غیر احمدی لڑکا ہے جو کینا نور ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اس دردناک حادثہ کی خبر تمام اخبارات نے فوٹو کے ساتھ نمایاں طور پر شائع کی۔

(خاکسار: محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

دُعائے مغفرت

اقارب میں سے چند ماہ کے اندر ذیل کے افراد وفات پا چکے ہیں:۔

(۱)۔ مکرم ملک نُور محمد خان صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر مقیم ساہیوال شہر خاکسار کے تایازاد بھائی اور مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب لنڈن اور جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے خسر وفات پا گئے ہیں۔ مخلص اور با اثر شخصیت تھے۔

(۲)۔ جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے ماموں حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب رض مجاہد مغربی افریقہ کے فرزند مکرم شیخ عبد الوہاب صاحب مقیم لاہور وفات پا گئے ہیں۔

(۳)۔ حضرت حکیم صاحب موصوف کے برادرزادہ مکرم ملک منور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی لاہور ابن مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز۔ ربوہ ۲۲؍مئی کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے واقفِ زندگی تھے نفس عمر ریسرچ میں کام کرتے رہے۔ نرم دل۔ خاموش طبع اور ہمدرد تھے۔

احباب سے درخواست ہے کہ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت درجات کی بلندی کے لئے اور اقارب کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دُعا کریں۔ (خاکسار: ملک صلاح الدین درویش قادیان)

(۴) احمدیہ مسلم جماعت بنگلہ دیش کے ایک خادم ڈاکٹر عبد الصمد خان صاحب چودھری ۲۳؍مئی ۹۳ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ڈھاکہ میں ہوا اور تدفین آبائی وطن ناٹور (راجشاہی) میں ہوئی۔

انتقال کے وقت مرحوم مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کے صدر اور قضاء بورڈ کے چیئرمین تھے اس سے پہلے وہ بنگلہ دیش جماعت کے نائب امیر رہ چکے تھے۔ ان کی عمر ۷۱ سال تھی۔

مرحوم احمدیت کے فدائی تھے اور اپنے حسنِ اخلاق سے بہتوں کو آپ نے احمدیت میں داخل کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں اپنی بیگم کے ساتھ فریضہ حج بھی ادا کیا تھا۔ ان کا ایک بیٹا عبد الاوّل خان چوہدری واقفِ زندگی ہے اور ڈھاکہ میں صدر مربی ہے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ان کی بیوہ اور چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (نور الدین احمد سیکرٹری امور خارجہ احمدیہ مسلم جماعت بنگلہ دیش)

تبلیغی و تربیتی مساعی

یادگیر میں جلسہ یوم انسانیت کا کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ یادگیر کی جانب سے مورخہ ۱۱ر اپریل ۹۳ء بمقام گاندھی چوک یادگیر جلسہ یوم انسانیت نہایت شاندار طریق پر منایا گیا۔ اس موقع پر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت یادگیر تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی قیادت میں ایک وفد سرکاری دواخانہ یادگیر پہنچا۔ میڈیکل آفیسر کی اجازت سے مریضوں میں پھل۔ بریڈ اور ادویات کی مفت تقسیم محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے فرمائی۔ تمام مریضوں کی عیادت کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

اسی دن بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ منعقد ہوا۔ کثیر تعداد میں غیر مسلم اور غیر احمدی بھائی جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسہ کی صدارت یادگیر سب ڈویژن کے اسسٹنٹ کمشنر شری آر کے بڈیریا صاحب (آئی اے ایس) نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب امیر جماعت نے مہمانانِ خصوصی کی گلپوشی کی۔ بعدہٗ محترم امیر صاحب نے استقبالیہ خطاب پڑھا۔ جلسہ سے شری جیاچاریہ ایڈووکیٹ، شری جان کوجلگی، شری وشوانا تھ ریڈی، شری سارا شید ریڈی اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے خطاب فرمایا۔ سب نے جلسہ یوم انسانیت یادگیر میں منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ کو سراہا اور آپس میں بلا لحاظ مذہب و ملت بھائی چارے سے رہنے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ کے اختتام پر مہمانانِ خصوصی کی تواضع کی گئی اور نمائش لال دکھایا گیا

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے آمین

(خاکسار: عبدالمنان سالک سیکرٹری تعلیم یادگیر کرناٹک)

کتاب "اعتراضات کے جواب" کی رسم اجرائی

جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے جھوٹے اور بے بنیاد اعتراضات کے جوابات پر مشتمل خاکسار کی ایک کتاب ملیالی زبان میں صوبائی کمیٹی کیرلہ نے شائع کی تھی اب اس کے دوسرے حصہ میں باقی اعتراضات کے جواب لکھنے کی خاکسار کو توفیق ملی ہے۔ صوبائی کمیٹی کیرلہ نے اس حصہ کو بھی شائع کر دیا ہے فالحمد للہ۔

اس کتاب کی رسم اجرائی کی تقریب کوڈیتھور بازار میں ایک جلسہ عام کی شکل میں ۲۶ر مئی شام چھ بجے مکرم مولوی ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبد اللہ ماسٹر صاحب سیکرٹری تبلیغ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ صدارتی تقریر میں مکرم مولوی ابوالوفا صاحب نے بتایا کہ مخالفتِ حق و صداقت کا انجام ہمیشہ حق و صداقت کی فتح پر ہی منتج ہوتا ہے۔ آپ کے بعد محترم A.P کنی مو صاحب صوبائی امیر کیرلہ نے کتاب کا ایک نسخہ کوڈیتھور کے ایک غیر احمدی معزز جناب حسن کٹی صاحب کو دے کر کتاب کی رسم اجرائی فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار، محترم ڈاکٹر پی منصور احمد صاحب نائب امیر صوبائی کیرلہ اور مکرم مولوی محمود احمد صاحب نے جلسہ سے خطاب کیا۔

(خاکسار: محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

جلسہ ہائے یوم خلافت

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جماعتہائے احمدیہ بھارت میں جلسہ ہائے یوم خلافت نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد کئے گئے۔ درج ذیل جماعتوں نے اپنی مساعی کی رپورٹیں ارسال کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت دے۔ تنگیٔ صفحات کی وجہ سے ایسی جماعتوں کے صرف نام بغرض دعا شائع کئے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ سونگھڑا۔ شاہجہانپور۔ لجنہ اماء اللہ ہبلی۔ چنتہ کنٹہ
دڈمال۔ راٹھ۔ کانپور۔ لجنہ اماء اللہ مدراس۔ پنگاڈی۔ پتھ پریم
دہلی۔ نرگاڈل۔ سوجدرک۔ لکھنؤ۔ شموگہ۔ کٹک۔ آرہ۔ بنگلور
کوریل۔ کلکتہ۔ لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی۔ کانپور۔ یادگیر۔ سکندرآباد۔ (ادارہ)

لجنہ اماء اللہ مونگھیر کی طرف سے جلسہ سیرۃ النبی صلعم

مونگھیر میں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم اور عہد کے بعد شائقہ پروین صاحبہ، محترمہ شمس النساء صاحبہ و عزیزہ ثروت صاحبہ، مکرمہ کوثر صاحبہ، محترمہ عفت صاحبہ، عزیزہ صبا طلعت، عزیزہ نادرہ شاہین و خاکسار نے تقریریں کیں اس جلسہ میں کئی لجنات و ناصرات نے نظمیں پڑھیں بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

(راشدہ پروین صدر لجنہ اماء اللہ مونگھیر)

پنکال (اڑیسہ) میں تبلیغی جلسہ

۶ر جون کو پنکال سے ۱۵ر کلومیٹر دور دھیگو اقصبہ میں جماعت احمدیہ پنکال کی طرف سے تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جناب نردتم پنڈا سرپنچ جی نے جلسہ کی صدارت کی تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد سبحان صاحب، مکرم عبدالرحمٰن صاحب، مکرم حمید خان صاحب و مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب نے تقاریر کیں۔ بعدہٗ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(خاکسار: شمس الدین خان معلم وقف جدید پنکال)

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی مساعی

• ماہ اپریل میں دس خدام پر مشتمل ایک وفد تبلیغی دورہ کی غرض سے چنڈی گڑھ بھجوایا گیا۔ جو چودہ روز قیام کے بعد واپس لوٹا

• امسال بھی عید الفطر اور عید الاضحیہ کے موقع پر مہمانان کو کھانا کھلانے کی ڈیوٹی دی گئی۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر ٹھنڈا پانی پلانے کا انتظام بھی کیا گیا۔

• ماہ اپریل میں ہی مسجد اقصیٰ قادیان میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر قائمقام ناظر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔ اسی طرح ماہ مئی میں ایک تربیتی اجلاس مورخہ ۲۲/۵/۹۳ کو زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان منعقد ہوا۔ صدر جلسہ نے اپنے خطاب میں احسن رنگ میں خدام و اطفال کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

• مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر انتظام مکرم رشید الدین صاحب نائب قائد مجلس کی نگرانی میں پچاس خدام پر مشتمل ایک وفد بذریعہ بس ڈلہوزی گیا ایک روزہ قیام کے بعد وفد واپس لوٹا۔

• امسال اب تک درج ذیل خدام نے خون کا عطیہ دیا۔
مکرم باسط رسول صاحب۔ مکرم سید عزیز احمد صاحب۔ مکرم ظہیر احمد صاحب جاوید مکرم غلام احمد صاحب اسمٰعیل۔ مکرم عبدالحمید صاحب نتھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے آمین

(خاکسار: محمد یوسف انور ناظم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت پر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو مطلع کرے۔
(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۹۴۱: میں بشریٰ بیگم بنت مکرم ولی محمد صاحب درویش قوم ڈار ، پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۳/۹۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری موجودہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انگوٹھی طلائی ۴ گرام موجودہ قیمت ۱۷۰۰/- روپیہ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو جو بھی ہوگی تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ظہیر احمد خادم	بشریٰ بیگم	بشیر احمد

وصیت نمبر ۱۴۹۴۲: میں مہر النساء زوجہ مکرم مستری ممتاز احمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۵۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں منقولہ جائیداد درج ذیل ہے حق مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ اسکے علاوہ زیور طلائی و نقرئی کوئی نہیں ہے میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں البتہ میں اپنے خوردونوش پر اندازاً ۲۰/- روپیہ ماہوار چندہ حصہ آمد ادا کیا کروں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ممتاز احمد	مہر النساء	شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۹۴۹: میں عبد السلام ولد مکرم امام صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت مبلغ سلسلہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد میرے آبائی گاؤں کنڈور میں ۱ ۱/۲ ایکڑ زرعی زمین ہے۔ جس کی اس وقت قیمت تقریباً پچاس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے جس سے ماہوار مبلغ ۹۱۸/- + ۲۰۰/- کل ۱۱۱۸/- روپے ملتے ہیں میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اس کے علاوہ زرعی زمین سے مبلغ ۲۰۰۰/- روپے سالانہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی زرعی زمین کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست جو بھی ہوگی ادا کرتا رہوں گا۔ آمد میں کمی بیشی ہونے پر دفتر کو مطلع کروں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمود احمد خادم قادیان	عبد السلام قادیان	مظفر احمد قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۵۰: میں قمر الحق خان ولد مکرم شمس الحق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ حال قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۳/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھتا ہے جس کے لئے خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مبلغ ۴۹۰/- روپیہ ماہوار بطور وظیفہ ملتا ہے خاکسار اپنے ماہوار وظیفہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہے اگر اس کے بعد خاکسار کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کرے گا۔ تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہے گا۔ اور اس پر بھی خاکسار کی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ خاکسار کی یہ وصیت ماہ اپریل ۱۹۹۳ء سے نافذ کیا جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
مظفر احمد ناصر قادیان	قمر الحق خان	منیر احمد خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

درخواست ہائے دعا

● مکرم محمد شمس الدین صاحب چنتہ کنٹہ معدے کے امراض سے سخت بیمار ہیں کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر ۲۵ روپے)

● عزیز بشارت احمد صاحب ابن سراج احمد صاحب چنتہ کنٹہ کی ایک آنکھ کا آپریشن ہو کر نظر بحال ہوئی ہے۔ دوسری آنکھ کا آپریشن بھی کچھ عرصہ کے بعد ہوگا کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۲۵/ روپے)

(نصیر احمد خادم چنتہ کنٹہ)

● خاکسار کے پوتے عزیز مسرت احمد نے دہلی میں امسال کمپیوٹر سائنس ڈپلوما کورس کے فائنل کا امتحان دیا ہے۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

(حضرت صاحب منڈا سگر نزیل عادل آباد)

منقولات

روزے امراضِ دل روکنے میں مفید

فاقہ اور کھانے کے عمل سے اچھا کولیسٹرول بڑھتا ہے

نئی دہلی ۳۱ مئی (یو این آئی) رمضان کے مہینہ میں مسلمان دن بھر جو فاقہ کرتے ہیں اس سے نہ صرف وہ روحانی لحاظ سے فِٹ رہتے ہیں بلکہ خون کی چربی بھی کنٹرول میں رہتی ہے۔

حال ہی میں اسرائیلیوں کے صحرا کے عربوں بارے ایک ریسرچ کی ہے اس سے پتہ لگا ہے کہ دن بھر کے فاقہ اور شام کو خوب جم کر کھانے سے صحت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہارٹ کیئر فاؤنڈیشن آف انڈیا کے وائس پریزیڈنٹ ڈاکٹر کے۔ کے اگروال نے بتایا کہ ڈاکٹروں کی توجہ اس دریافت کی طرف گئی ہے کہ رمضان کے فاقوں سے خون کی زیادہ گھنی چربی بڑھتی ہے۔ اسے خون کی اچھی چربی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ چربی خاکروب کی طرح خون کی نالیوں میں سے دیگر اقسام کی خون کی چربی صاف کر دیتی ہے۔ اس میں خاص طور پر کم گھنی خون کی چربی شامل ہے۔

ڈاکٹر اگروال نے کہا کہ دل کی بیماریوں کے ماہرین لگاتار ایسے طریقوں کی تلاش میں ہیں جن سے خون میں زیادہ گھنی چربی کی تعداد بڑھ سکے۔ کیونکہ دل کی بیماری روکنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ (ہند سماچار جالندھر ۱ جون ۹۳ء)

سبھی مسلم قائدین کی نس بندی۔ ملّی پارلیمنٹ میں تجویز

نئی دہلی ۲۴ مئی۔ جن لوگوں نے خود کو مسلمانوں کا لیڈر مشہور کر رکھا ہے اُن کے کرتوتوں سے عاجز آکر اس فرقہ کے سات سو افراد اتوار کو یہاں جمع ہوئے تاکہ اس بات پر بحث کی جاسکے کہ ان لیڈروں کے سلسلے میں کیا کیا جائے۔ ایک مولانا نے تو یہ مشورہ دیا کہ ان سبھوں کی نس بندی کر دی جائے۔ یہ مشورہ یہاں ماولنکر ہال میں ہونے والی ملّی پارلیمنٹ میں دیا گیا۔

باتیں تو بہت ہوئیں اور برہمی کا اظہار بھی بہت ہوا مگر پارلیمنٹ کے اجلاس سے کوئی ٹھوس حل اُبھر کر سامنے نہ آسکا۔ تقریروں سے مایوسی اور جوش کی بو آئی دہلی اور اجلاس کے منتظمین اپنے سامنے قرآن رکھے بیٹھے رہے۔ مسلم لیڈروں کی اس بات کے لئے سرزنش کرتے ہوئے کہ وہ مسلمانوں کی مفادات کی حفاظت میں ناکام رہے چند انتہاپسند مقررین نے مشورہ دیا کہ سارے مسلم قائدین کی نس بندی کر دی جائے۔ آج مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے ان کا حل انہیں یہی نظر آیا۔ خاص کر لدھیانہ کے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی کو جو آل انڈیا مجلسِ احرار کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر یہ بات کسی کے خیال میں نہیں آئی کہ آبادی کی اکثریت نس بندی کی منزل سے آگے جاچکی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن نے وقتی جوش میں آکر مسلم سماج کی خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے یہ حل پیش کیا ہو۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ اس دو روزہ ملّی پارلیمنٹ کا یہ کنونشن جسے انگریزی ادب کے ایک جوان سکالر نے، جو اَب سلم کارکن بن گئے ہیں، بلایا تھا حقیقت سے کوسوں دُور رہا۔ اس مسلم جوان لیڈر کا یہ خواب بھی خواب ہی رہا کہ مسلمانوں کے کبھی نہ ختم ہونے والے مسائل کا ذکر کر کے اچانک لیڈر کی حیثیت حاصل کر لی جائے۔ راشد شاذ انگلینڈ میں رہتے ہوئے سیاست میں قسمت آزمائی کے بارے میں سوچا۔ اور پھر ہندستانی مسلمانوں کے مسائل کو اپنا وسیلہ بنانا شروع کر دیا۔ ایک شخص نے جس نے اپنی زندگی کا اہم حصہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے انگریزی ڈیپارٹمنٹ کے سیمینار روم میں گذارا ہو اور جو مشکل سے علی گڑھ اسٹوڈنٹس یونین کی بلڈنگ میں گیا اس کے لئے سیاست میں آنے کا کوئی شارٹ کٹ راستہ تو ہونا ہی چاہیئے تھا............

اس ملّی پارلیمنٹ کی ممبرشپ کے لئے مذہبی وابستگی لازمی رکھی گئی ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھا گیا ہے کہ ایسا کوئی مسلمان اس کے آس پاس نہ پھٹکنے پائے جس کا عوامی زندگی سے دُور کا بھی واسطہ ہو۔ بند ماؤلنکر ہال میں پچاس سے اوپر کے زیادہ تر لوگ ۱۵۰ کی تعداد میں بیٹھے تھے۔ اور مولانا حبیب الرحمٰن اور دیگر لوگوں کی تقریریں سُن رہے تھے۔ ویسے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے سبھوں کے ذہن میں مولانا رحمٰن کی طرح کوئی حل نہیں تھا۔ لیکن سارے مُسلم قائدین پر کڑی تنقیدیں کرنے کے باوجود لگ رہا تھا کہ سارے لوگ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ویسے ڈاکٹر عبد الستار اور ڈاکٹر عظیم الدین احمد کے (دونوں مدراس) کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا۔ اکثریت سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ مُسلمانوں کے سیاسی اتحاد کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ موضوعات اتنے پیچیدہ تھے کہ وہ لوگ بھی اُلجھن میں پڑ گئے جو خود کو پیچیدگی سے نکلنے کا ماہر سمجھتے ہیں۔

(آزاد ہند کلکتہ ۲۵ مئی ۱۹۹۳ء)

شُکریہ ـــ خط کیلئے

● ـ مکرم محمد نعیم الدین صاحب حیدر آباد دکن سے لکھتے ہیں

"آپ کے روانہ کردہ دو ہفت روزہ پرچے خلافت نمبر ۱۳ اور ۲۷ مئی ۱۹۹۳ء بدست ہوئے جس کا مجھے سخت ملال ہے ایک محاورہ اُردو زبان میں استعمال ہوتا ہے "جان نہ پہچان خالہ ماں سلام" کے مصداق آپ نے پرچہ روانہ فرمائے۔ نہ میں آپ کی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے بلکہ آپ کے ارسال کردہ پرچوں سے میرے دوست و احباب شک کرنے لگے ہیں کہ میں جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔"

★ ـ نعیم الدین بھائی! اس قدر ناراض نہ ہوں لیجیئے ہم اپنے اس اخبار کے ذریعہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ نعیم الدین بھائی کا جماعتِ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا مولوی اور مجاہد حضرات اپنی "اسلامی" حرکتوں سے انہیں پریشان نہ کریں۔ جہاں تک اخبار بھجوانے کا تعلق ہے تو یقین جانیئے ہم نے یہاں سے آپ کو اخبار روانہ نہیں کیا۔ اور ہم اپنے احباب سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ جس کسی نے نعیم الدین صاحب کو اخبار بھجوایا ہے وہ آئندہ انہیں ہرگز نہ بھجوائیں۔

● ـ محمد عامر صاحب سیکرٹری دولت پور ملت کمیٹی تحریر فرماتے ہیں۔

"درجِ ذیل لائبریریوں اور دار المطالعہ کے لئے اپنے مؤقر اخبار کو جاری فرمائیں عین نوازش ہوگی۔"

★ ـ عامر صاحب! آپ نے سکولوں اور لائبریریوں کے جو چار پتہ جات ارسال فرمائے ہیں ہمارے خیال کے مطابق یہ پتہ جات نامکمل ہیں۔ آپ پوسٹ۔ ضلع اور پن کوڈ نمبر کے ساتھ پتہ جات بھجوائیں تو انشاء اللہ اس بارہ کارروائی کی جائے گی۔ خط لکھنے اور تعاون دینے کے لئے ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں۔

● ـ مکرم خواجہ عبد المؤمن صاحب اوسلو ناروے سے رقمطراز ہیں:۔

"اس سے قبل خاکسار نے کچھ نظمیں آپ کی خدمت میں ارسال کی ہیں اُمید ہے مل چکی ہوں گی۔ آپ کی طرف سے خط کا جواب تو کبھی نہیں آتا البتہ جب آپ میری نظمیں بدر میں شائع فرماتے ہیں تو مجھے جواب مل جاتا ہے۔ آپ نے بدر کے اداریہ میں اُن علماء سُوء کا ذکر کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر حملے کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے ازراہِ شفقت خاکسار کی نظم شانِ اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شائع فرمائی شکریہ!"

★ ـ جناب مومن صاحب! ہم آپ کے بہت مشکور ہیں کہ آپ بدر کے لئے وقتاً فوقتاً اپنی تازہ نظمیں بھجواتے ہیں۔ آپ کی نظمیں ماشاء اللہ اچھی ہوتی ہیں۔ اُمید ہے آپ آئندہ بھی تعاون فرماتے رہیں گے ـــ اور آپ کے خط کا جواب دینے کے لئے ہی ہم نے اب یہ کالم شروع کیا ہے۔

● ـ محترمہ نجمہ صدیقہ ناصر ہالینڈ سے لکھتی ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کے فضل و احسان اور آپ کی محنت سے ماشاء اللہ اخبار بدر کا معیار بہت بلند ہو گیا ہے۔ ہر ہفتے اخبار کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ ہمارا ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے براہِ کرم اب ہمارے نئے ایڈریس پر اخبار بھیجیں۔"

★ ـ نجمہ بہن! حوصلہ افزائی کے لئے ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں ہم نے آپ کا نیا ایڈریس نوٹ کر لیا ہے انشاء اللہ اب اس پر ہی اخبار روانہ کریں گے۔

ضروری اعلان

اعلاناتِ نکاح۔ ولادت اور اعلاناتِ تشکر وغیرہ کی اخبار بدر میں اشاعت کے لئے نگران بورڈ بدر قادیان نے آئندہ کے لئے یہ پالیسی طے کی ہے کہ اعلان شائع کروانے کے خواہشمند احباب سے مندرجہ ذیل شرح کے مطابق اعانتِ بدر وصول کی جائے یہ کم از کم شرح ہوگی۔ اُمید ہے مخیّر احباب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اعانتِ بدر میں حصہ لیں گے تاکہ اخبار بدر مالی طور پر مستحکم ہو کر خود کفیل ہوسکے۔

● ـ اعلاناتِ نکاح یا شادی -/50 روپے　● ـ اعلانِ ولادت -/25 روپے

● ـ اعلانِ تشکر (نمایاں کامیابیاں۔ نئے کاروبار کے اجراء۔ ملازمتوں کے ملنے وغیرہ پر) -/50 روپے

(مینیجر ہفت روزہ بدر)

بابری مسجد کی المناک شہادت پر

مشہور شاعر جناب جگن ناتھ آزاد کے پُر درد جذبات

۶ دسمبر کو میں جموں سے دہلی روانہ ہُوا، دوسرے دن ۷ دسمبر کو اُردو یونیورسٹی کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کے لئے۔ شام کا سفر تھا، طیارے میں ایک ہمسفر نے بتایا کہ بابری مسجد کے ایک گنبد کو گرا دیا گیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ آج دوپہر تک یعنی روانگی کے وقت تک تو ایسی کوئی خبر نہیں تھی۔ اس نے کہا بی بی سی نے اطلاع دی ہے۔ مَیں درد و غم کے طوفان میں ڈوب گیا۔ اور اسی وقت اس نظم کی ابتدا ہوئی۔ صرف ابتدا کے تین بند ہوئے تھے کہ طیارہ دہلی پہنچ گیا۔ جب میں اپنی قیام گاہ پر یعنی بیٹے کے گھر میں پہنچا تو معلوم ہُوا کہ ساری مسجد منہدم کی جا چکی ہے۔ نظم کا باقی حصہ اس اطلاع کے بعد مکمل ہُوا۔ اس لئے یہ نظم دو الگ الگ حصوں میں منقسم ہو گئی ہے ..... (آزاد)

(۱)

یہ تُو نے ہند کی حُرمت کے آئینے کو توڑا ہے
خبر بھی ہے تجھے مسجد کا گنبد توڑنے والے؟
ہمارے دِل کو توڑا ہے، عمارت کو نہیں توڑا
خباثت کی بھی حد ہوتی ہے اَے حد توڑنے والے!
ترے اس فعل سے اِسلام کا تو کچھ نہیں بگڑا
مگر گھونپا ہے خنجر تُو نے ہندو دھرم کے دِل میں
اِدھر ہندوستان کا تو نے چہرہ مسخ کر ڈالا
اُدھر بوئے ہیں کانٹے تُو نے اس کی راہِ منزل میں
تجھے کچھ بھی خبر اس کی نہیں اے بدنصیب اِنساں
کہ ہندو دھرم کیا ہے اور اس کی آتما کیا ہے
نہیں ہے دھرم وہ ہرگز جسے تُو دھرم کہتا ہے
تجھے کیا عِلم، کیا ہے آتما، پرماتما کیا ہے

(۲)

خبر کل تک بس اتنی تھی کہ گنبد ایک ٹوٹا ہے
کُھلی اب بات مسجد کا نہیں چھوڑا نشاں باقی
وہ تہذیبی تسلسل جو تھا ہماری چار صدیوں سے
تُو سمجھا ہے نہ رہ جائے گی اس کی داستاں باقی؟
مَیں اِک گنبد کو روتا تھا مگر اب یہ کُھلا مجھ پر
گِرا ڈالا ہے اِس ساری عبادت گاہ کو تُو نے
دیا تھا اِک دِلِ آگاہ تجھ کو دینے والے نے
یہ کس رستے پہ ڈالا ہے دِلِ آگاہ کو تُو نے!
خُدا کا گھر ہے مندر بھی خُدا کا گھر ہے مسجد بھی
مجھے تو میرے ہندو دھرم نے بس یہ سکھایا ہے
نہیں ہے دھرم وہ ہرگز، فقط اندھی سیاست ہے
تجھے تیرا یہ درسِ شیطنت جس نے پڑھایا ہے
مُروّت جس کو کہتے ہیں، مودّت جس کو کہتے ہیں
یہ مسجد اس مُروّت اس مودّت کی علامت تھی
اسی کے ساتھ تُو اِک اپنا مندر بھی بنا لیتا!
وہی تیرا بڑاپن تھا وہی تیری کرامت تھی
خُدا کے گھر کو جب تُو منہدم کرنے کو نِکلا تھا
خدا جانے ترے دِل میں خیالِ خام کیا ہو گا
مکافاتِ عمل کہتے ہیں جس کو اِک حقیقت ہے
شقی القلب کیا کہیئے تِرا انجام کیا ہو گا
یہ مسجد آج بھی زندہ ہے اہلِ دِل کے سینوں میں
خبر بھی ہے تجھے، مسجد کا پیکر توڑنے والے
ابھی یہ سرزمیں خالی نہیں ہے نیک بندوں سے
ابھی موجود ہیں ٹُوٹے ہُوئے دِل جوڑنے والے

(منقول از 'نوائے وقت' لاہور)

ارشادِ نبوی
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
--- (منجانب) ---
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان۔
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE :- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز - کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبر:-
43-4028-5137-5206

NIR
"ہمارے اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب
ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔